بسم الله الرحمن الرحيم

الشهاب المبين على من نصر الألباني المسكين

ومعه

الشهاب الثاقب على مجهول النسب الكاذب

من تأليفات

خادم التوحيد والسنه خان بادشاه بن شاندي قل بن مسعود بن محمود غفر الله لهم الودود

نزيل دولة قطر ص ب ١٨٣١/1831 تلفون ٨١٤٣٥٤/814354





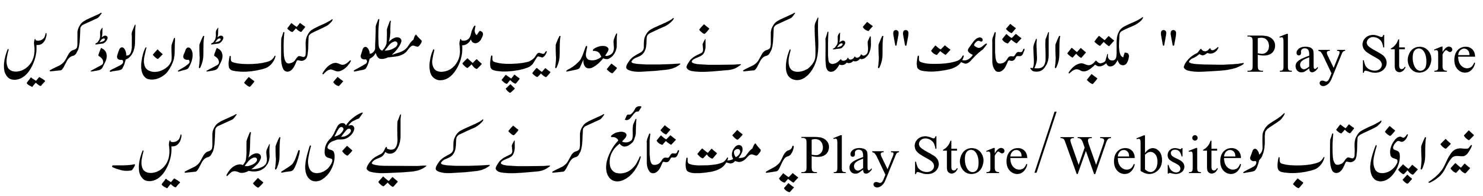


دنیا میں کسی بھی جگہ علماء جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف

Play Store اور Website سے بالکل فری انسٹال / ڈاؤن لوڈ کریں۔



انسٹال / ڈاؤن لوڈ کرنے کا طریقہ



Play Store سے " مکتبۃ الاشاعت " انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں مطلوبہ کتاب ڈاون لوڈ کریں

نیز اپنی کتاب کو Website / Play Store پر مفت شائع کرنے کے لیے بھی رابطہ کریں۔

نوٹ

ویب سائٹ پر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف مثلاً تفاسیر، فتاویٰ جات، شروح، سوانح حیات، نوٹس، درس نظامی کے کتب وغیرہ دستیاب ہیں آپ وقتاً فوقتاً Play Store اور website پر چیک کیا کریں مزید معلومات کے لیے دیے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ وہاں آپ کو آسانی کے لئے مطلوبہ کتاب کا link دیا جائے گا اور آپ کو بہترین رہنمائی دی جائے گی جس سے آپ کو مطلوبہ کتاب آسانی سے ملے گا۔ پلے سٹور پر ترجمہ و تفسیر یا سورتوں کے نوعیت والے تصانیف دستیاب ہوں ہیں کیونکہ ایک PDF میں اس کا مطالعہ مشکل ہوتا ہے تو ہم نے آسانی کے لیے ہر ایک پارے کے لیے الگ الگ بٹن بنایا ہے تاکہ قارئین کے لیے پڑھنے میں آسانی ہو باقی تمام نوعیت کے تصانیف مندرجہ ذیل ویب سائیٹ پر دستیاب ہوں گے۔ جو Goggle پر مزکورہ ویب سائیٹ میں سرچ کرنے سے یا ہمارے مندرجہ بالا app " مکتبۃ الاشاعت " کو پلے سٹور سے انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں سرچ کرنے سے ملیں گے۔ آسانی کے لیے ویب سائیٹ پر links ملاحظہ کیجئے۔ جزاکم اللہ

WhatsApp:0320-1914145

ویب سائیٹ **maktabatulishaat.com** (مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام)

بسم الله الرحمن الرحيم

الشهاب المبين

على من نصر

الالباني المسكين

ومعه

الشهاب الثاقب

على مجهول

النسب الكاذب

من تأليفات

خادم التوحيد والسنه خان بادشاه بن شاندي قل بن مسعود

بن محمود غفر الله لهم الودود

نزيل دولة قطر ص ب ١٨٢١/1821 تلفون ٨١٤٣٥٤/814354

انا مذنب انا مضطي انا عامر

هو غافر هو راحم هو عافي

قابلتهن ثلاثة بثلاثه

وستغلبن اوصافه او صافي

مضى الدهر والايام والذنب حاصل

وجاء رسول الموت والقلب غافل

من المؤلف

خان بادشاه وصله الله الى مايتمناه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقريظ الامام العلامة وحيد العصر صاحب الفهم الباهر قامع الشرک والبدعة مفتی دارالعلوم دیوبند الحضرة الشيخ مولنا كفيل الرحمن حفظه الرحمن من المصائب مادام الملوان على القول المبين

تعريبه قرا الاحقر بعميق النظر تاليف مولنا خان بادشاه زید مجده فی اثبات التراويح العشرين والوتر ثلاث رکعات و رد المخالفين الالبانی وغيره و هو تحقيق علمی و قابل قدر و صفات و هو مزین بالمراجع المستنده و بعد قراءة الكتاب يقال بدون ای مبالغة بان مثل هذا الكتاب الجامع المكسر لاسنان المخالفين فی هذا الموضوع فلا اقل مامر امام نظری فی هذا القرن وان مولف هذا الكتاب من المقلدين عموما ومن الاحناف خصوصا مستحق الشكر و التهنية على فرض الكفاية وان الله سبحانه يجازيه بهذه الخدمة الدينيه احسن الجزاء وان لم تكن للمؤلف المحترم تاليفات سوى هذا التاليف هويكفی لا ظهار تحقيقه العلمی و سعة علمه و مطالعته ' التوقيع الحضرة مولنا كفيل الرحمن ۲۴ / ۵ / ۱۴۱۳

ترجمہ

تقریظ : احقر نے جناب مولنا خان بادشاہ زید کی انتہائی قابل قدر اور بیش قیمت علمی تحقیق اور مستند حوالوں سے مزین تالیف بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر کے اثبات اور مخالفین البانی وغیرہ کے ابطال میں دلچسپی سے پڑھی کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی مبالغہ کے بغیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ صدی میں اب تک اس موضوع پر اتنا مکمل جامع اور مخالفین کو دندان شکن جوابات پر مشتمل تالیف کم از کم میری نظر سے نہیں گذری مولف کتاب مقلدین کے جانب سے عموماً اور احناف کی طرف سے خصوصاً اس فرض کفایہ کی ادائیگی پر مبارکباد اور شکریہ کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ اس عظیم دینی خدمت کے بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے آمین۔

اگر مولف محترم کی دیگر تالیفات نہ بھی ہو یہ کتاب ان کی عرق ریزی علمی کاوش اور وسعت علم و مطالعہ کے اظہار کے لئے کافی ہے۔

(دستخط حضرت مولنا کفیل الرحمٰن مفتی دار العلوم دیوبند ۲۴ / ۵ / ۱۴۱۳ھ)

وکتب الشیخ الموصوف المذکور فی المکتوب الثانی

تعریبه : محترمی و مکرمی الحضرۃ مولنا خان بادشاہ زید مجدکم

السلام علکیم رحمه الله وبرکاته

قد وصل الی المکتوب فی حب التقریظ ' والله شاهد بانی ما فعلت المبالغۃ فی التقریظ بل الحقیقۃ بان مساعیک قابلۃ للصفات ھذا کتاب کامل و مدلل للاحناف و مسکت للمخالفین و جواب محیر یجازیک الله سبحانه من جمیعنا احسن الجزاء

التوقیع للحضرۃ الشیخ مولنا کفیل الرحمن ۱۴ اینائر ۱۹۹۴ء

حضرت مولنا مفتی کفیل الرحمٰن نے دوسرے خط میں فرمایا تھا

۲ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ 'محترمی و مکرمی حضرت مولنا خان بادشاہ صاحب زید مجدکم

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

مکتوب گرامی تقریظ کی پسندیدگی کے سلسلہ میں موصول ہوا اللہ شاھد ہے کہ میں نے تقریظ میں کسی مبالغہ سے کام نہیں لیا بلکہ واقعی آپکی کوشش ستائش کی قابل اور احناف کے لئے ایک مکمل و مدلل دستاویز اور مخالفین کے حق میں مسکت اور حیران کن جواب ہے اللہ تعالیٰ آپکو ہم سب کی طرف سے جزا خیر عطا فرمائے۔

(دستخط حضرت مولنا کفیل الرحمٰن ۱۴ جنوری ۱۹۹۳ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد الله الذی قال فی کتابه (فمن اعتدی علیکم فاعتد و علیه بمثل مااعتدی علیکم) والصلوة والسلام علی خاتم النبیین الذی نبه الامة باتباع سنته و سنة الخلفاء الراشدین المهدمین وعلی اله واصحابه وعلی من تبعهم باحسان الی یوم الدین   امابعد

فیقول العبد المذنب خان بادشاه قد کنت الفت کتابا سمیته بالقول المبین فی اثبات التراویح العشرین و قدکان مشحونا بالدلائل المقنعة لاولی الالباب و قداحبه کثیر من العلماء الاعلام وکنت منتظر الی الجواب لعل الالبانی یتصدی الی جوابه لکنه مااجاب فی خمس سنین' ولله الحمد حمداکثیرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ تمام الوھیت کے صفات اس ذات کیلئے ہیں جن نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے ۔ (پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے پس تم زیادتی کرو اسکے اوپر مانند اس کے کہ زیادتی کی ہے (اس نے) تمہارے اوپر) اور نزول رحمت اور سلام ہو اس خاتم النبیین پر جس نے اپنی امت کو اپنی سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی پر تنبیہ دی ہے اور نزول رحمت ہو قیامت تک آپ کے آل اور صحابہ اور ان پر جو انکے احسان کے ساتھ تابع ہو پس حمد اور صلوۃ سے گنہگار بندہ خان بادشاہ کہتا ہے کہ میں نے بیس تراویح کی اثبات میں القول المبین کی کتاب لکھی ہے جو عقلمندی کیلئے تسلی بخش دلائل سے مزین ہے اور جس کو بڑے بڑے علماء نے پسند کیا ہے اور میں اس انتظار میں تھا کہ شاید البانی اسکا جواب کرے لیکن پانچ سال میں (ابھی تک) جواب نہ دیا خاص اللہ تعالیٰ کیلئے زیادہ حمد اور ثنا ثابت ہے۔

وقد اعطانی بعض اصدقانی رسالۃ الکشف الصریح عن اغلاط الصابونی فی صلوۃ التراویح والحق مولفھا علی بن حسن الحلبی (تلمیذ البانی باخرھا ستہ اوراق کانھا ثلاثہ اوراق وظن بانہ رد علی ستہ عشر موضعا من القول المبین ونقل من رسالۃ شیخہ الالبانی وما صنع من نفسہ شیا کانہ نصر الالبانی فی زعمہ الفاسد فاردت ان اوضح جھلہ و حماقتہ و بعدہ عن کتب التراجم والتحقیق وباللہ التوفیق ومنہ الوصول الی التدقیق

اور تحقیق بعض دوستوں نے مجھے کشف الصریح عن اغلاط الصابونی فی صلوۃ التراویح کا رسالہ دیا ہے جس کے مصنف علی بن حسن حلبی تلمیذ البانی نے اس رسالہ کے آخر میں چھ اوراق شامل کئے تھے گویا کہ وہ تین اوراق ہیں (کیونکہ بڑی سطریں اور موٹے حروف پر مشتمل تھے) اور اس نے یہ گمان کیا کہ سولہ جگھوں پر قول مبین کی تردید کی ہے اور یہ اپنے شیخ البانی کے رسالہ سے نقل کیا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا ہے گویا کہ اس نے اپنے باطل گمان کے مطابق البانی کی امداد کی ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اسکی جہالت اور حماقت اور اسماء الرجال کی کتابوں اور تحقیق سے دوری ثابت کروں اور خاص اللہ تعالیٰ سے توفیق ہے اور آپ سے باریک بینی کو پہنچنا ہے۔

قال فیھا او قفنی بعض اخوانی علی کتاب کبیر (ھو فی سست مائۃ و خمسین صفحۃ) یبحث فی موضوع صلوۃ التراویح وطلب منی ان اتعقبہ وارد علی اغلاطہ ولضخامۃ الکتاب (واخطائہ) اعتذرت من ذالک لکثرۃ الصوارف ولکن اخی ذلک الح علی انا اکتب ولواشارات یسیرۃ لکشف حال الکتاب وصاحبہ وبخاصۃ ان کتابی ھذا الکشف الصریح لم یطبع فاردت ان اذیل مع الکشف الصریح (۷ا۱الکشف الصریح)

اس میں کہا ہے کہ مجھے ایک بڑی کتاب جو ساڑھے چھ سو صفحات پر مشتمل کتاب پر بعض بھائیوں نے آگاہ کیا جو تراویح کے موضوع پر (اس میں) بحث کرتا ہے اور انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اسکا تعاقب اور اغلاط کی تردید کروں اور میں نے کتاب کے بڑے ہونے اور اغلاط اور کثرۃ مصاریف کی وجہ سے عذر پیش کیا لیکن اس بھائی نے مجھ پر زور لگایا کہ میں اس پر کچھ لکھوں اگرچہ تھوڑے سے اشارات سے ہو تاکہ کتاب اور صاحب کتاب کا حال واضح ہو جائے اور خاص کر کشف الصریح کا رسالہ نہیں چھپا تھا تو میں نے ارادہ کیا کہ کشف الصریح کی آخیر سے تردید ملحق کروں۔ (الکشف الصریح ۷ا۱)

اقول لمارایت هذه الوریقات فتعجبت من مولفها بان هذا المسکین لایدری بالفرق بین الحفید وابن الاخ کما یسجئی ان شاء الله تعالی مفصلا وھویرد علی تالیفی المملو من اللئالی والیواقیت مع ان شیخه لایستطیع ان یرد علیه ردا علمیا فضلا عن مثل هنولاء الجهلاء ولن یقدر شیخه ان یاتی ببرهان لاثبات بدعیة التراویح العشرین الی یوم القیمه سوی ان یاتی من اقوال شرذمة قلیلة اللتی لااعتبار لها ولیس مقصود هذا المسکین الاایقاع الوسواس فی صدور الناس ولذاتراه ان ینتقد علی بعض الصفحات مثلا ۲۴۔ ۳۸۔ ۴۱۔ ۴۵۔ ۴۷۔ ۵۰۔ ۵۲۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۷۹۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۶۔ ۸۸۔ ۱۰۱ ثم یقول والکلام فی الرد علی هذا العبد المذنب کثیر کثیر (تذییله مع الکشف ۱۲۸)

میں کہتاہوں کہ میں نے جب یہ چند اوراق دیکھ لئے تو میں نے اسکے مصنف سے تعجب کیا کہ اس بے چارے مسکین کو نواسے اور بھتیجامیں فرق معلوم نہیں جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل آجائے گی تو یہ میری تصنیف کی تردید کرتا ہے جو موتیوں اور یواقیت جواہر سے بھری ہے۔ حالانکہ اسکے شیخ کی طاقت نہیں کہ اس کی علمی تردید کریں چہ جائیکہ ایسے جاھل تردید کریں' اسکے شیخ کی ہرگز طاقت نہیں کہ قیامت تک بیس تراویح کی بدعت ہونے کیلئے دلیل پیش کریں سوا ان بعض لوگوں کے اقوال سے جسکا کوئی اعتبار نہیں اور اس بے چارے (علی بن الحسن) کا مطلب صرف لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنا ہے۔ اسی وجہ سے آپ اسکو دیکھتے ہیں کہ صفحہ ۲۴۔ ۳۸۔ ۴۱۔ ۴۵۔ ۴۷۔ ۵۰۔ ۵۲۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۷۹۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۶۔ ۸۸۔ ۱۰۱ پر تنقید کرتا ہے پھر کہتا ہے کہ اس گنہگار بندے پر کلام بہت زیادہ ہے۔ (تذئیل مع الکشف ۱۲۸)

وبقول فرایت فیها الوانا من الجهل والتعدی والظلم للعلم واهله فاقول و بالله اصول سود العبد المذنب خان بادشاہ کتابا سماہ القول المبین فی اثبات التراویح العشرین و الرد علی الالبانی المسکین فرایت فیها من الاغلاط و الاوهام عشرات بل مئین لکن اکتفی بذکر نبذمنها فاقول و بالله استعین (۱) ذکر (ص ۲۴) ترجمه یزید بن خصیفة وطول فی ذلک بمالا فائد ۃ فیه سوی حشد النقول علی اثبات ثقته وهذا امر لانزاع فیه انما النزاع فی مناکیرہ و مفاریدہ وقد سبق الکلام علی هذا الامر (۵۱) فراجعه تذییله مع الکشف ۱۱۷۔۱۱۸

وقال هناک ۔ فیزید بن خصیفه انفرد بروایة هذا الاثر

اور کہتا ہے کہ میں نے اس کتاب میں مختلف جہالت اور علم اور علماء کے ساتھ ظلم کو دیکھا تو میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اصول ہے بندہ گنہگار خان بادشاہ نے کتاب لکھی اور نام رکھا القول المبین فی اثبات التراویح العشرین والرد علی الالبانی المسکین تو میں نے اس کی کئی غلطیاں اور اوہام دیکھ لئے لیکن میں بعض پر اکتفا کرتا ہوں پس میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں

۱) ۲۴ صفحہ میں یزید بن خصیفہ کا ترجمہ ذکر کیا اور بحث کو طوالت بغیر کسی فائدہ کیا کیونکہ اس نے اسکی توثیق میں اقوال نقل کئے ہیں اور اس میں تو جھگڑا نہیں (کہ پختہ راوی ہے) جھگڑا تو اسکے منفرد روایات میں ہے اور اس پر کلام گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیں ۔ تذییلہ مع الکشف ۱۱۷۔۱۱۸)

اور وہاں لکھا ہے کہ یزید بن خصیفہ اس اثر میں منفرد ہیں ۔

وھو مخالف فی ذالک کما سیاتی بعد قلیل ما رواہ من ھو اوثق منہ فیکون الضعف فی روایتہ من اجل مخالفتہ (ثم ذکر حدیث الموطا وقال) قلت ھذا اسناد صحیح غایہ محمد بن یوسف اوثق من یزید بن خصیفہ و صفہ الحافظ ابن حجر فی التقریب ۲ / ۲۲۱ محمد بن یوسف بانہ ثقۃ ثبۃ بینما یزید بن خصیفہ و ۲ / ۳۶۷ بانہ ثقہ۔ فھذا التفاوت من المرجحات عند التعارض (الکشف الصریح ۵۱)

اقول و باللہ استعین و اعوذ باللہ من شر الحاسدین لن ھذا الرجل المعصوم سود الاورلق ونقل ماقالہ الشیخ الالبانی فی رسالتہ صلوۃ التراویح واجبت عنہ مفصلا فی تالیفی فای حاجہ لھذا المسکین لانہ لایعلم بکتب التراجم لعلہ مارا ھابل نقل الکلام المذکورمن کلام شیخہ

اور یہ اس اثر میں زیادہ ثقہ سے مخالف ہے جیسا کہ بعد میں آئے گا تو اسکی روایت میں ضعف مخالفت کیوجہ سے ہے پھر موطا کی حدیث ذکر کیا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نہایت صحیح سند ہے اور یزید بن خصیفہ سے محمد بن یوسف زیادہ قوی ہے حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب ۲ / ۲۲۱ محمد بن یوسف کو ثقہ اور مثبت کہا ہے (دو صفاتوں سے موصوف ہیں) اور یزید بن خصیفہ کو صرف ثقہ کہا ہے تو تعارض کے وقت یہ ترجیح دینے والوں سے ہے (الکشف الصریح ۵۱)

میں کہتا ہوں خاص اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسد کرنے والوں سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس معصوم (بے گناہ شخص) نے اوراق سیاہ کئے ہیں اور اپنے اس رسالہ میں وہ نقل کیا ہے جو اسکے شیخ البانی نے صلوۃ التراویح رسالہ میں لکھا ہے اور جس سے میں نے اپنی تصنیف القول المبین میں مفصل جواب دیا ہے تو اس مسکین کو کیا ضرورت ہے کہ اسماء الرجال کی کتابوں کو جانتا بھی نہیں شاید دیکھے بھی نہیں بلکہ مندرجہ بالا بات اپنے شیخ سے نقل کی ہے۔

طالع نفس هذالکلام فی صلوۃ التراویح ۳۹ ۔ ۴۰ ' وای تلبیس لزید من هذا بانی اجبت من هذا الاعتراض ثم هویکرره مرۃ اخری هل یقال له علم اویقال له بانه جهل مرکب ولمالم یدربهذا الفن فلا حاجه الی تسوید الاوراق لذی الفتن وساوضح لن شاء الله جهله وعناده مع ائمه الدین۔

واعلم ایها الاخ الکریم لن کلامه مشتمل علی حماقات وخرافات وتلبیسات۔ ومنها ۔ انه یقول بالله سبحانه اصول ۔ فما المراد من الاصول اصول القران الکریم او اصول الحدیث او اصول الجرح و التعدیل او اصول الفقه الحقیقه لن هذا الرجل المعصوم لایدری الفرق بین الاصول والوصول ولذا خفی علی رئیس الجهول ومنها انه ادعی بان فیه اغلاطا وهذا کذب وافتراء

اور اسکی یہی بات البانی کے صلوۃ التراویح رسالہ ۳۹ ۔ ۴۰ میں دیکھ لیں اس سے زیادہ تلبیس کیا ہے کہ اس اعتراض سے میں نے جواب دیا ہے پھر دوبارہ اسکو ذکر کرتا ہے کیا اسکو علم کہا جاتا ہے یا جہل مرکب اور جب اس فن سے واقف نہیں تو اوراق سیاہ کرنے کی کیا ضرورت تھی اور میں انشاء اللہ تعالیٰ اسکی جہالت اور ائمہ دین سے عناد کو واضح کرونگا۔

اے میرے محترم بھائی جان لو کہ اس کا کلام حماقات اور خرافات اور تلبیسات پر مشتمل ہے اول یہ ہے کہ یہ لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اصول ہے 'تو اصول سے اصول القران مراد ہے یا اصول الحدیث یا اصول الجرح والتعدیل یا اصول الفقہ حقیقت یہ ہے کہ یہ معصوم آدمی اصول اور وصول کے درمیان فرق نہیں سمجھتا (پہنچنے اور اصول کے درمیان فرق نہیں جانتا) دوم یہ ہے کہ اس نے دعوی کیا ہے کہ اس کتاب میں غلطیاں ہیں یہ جھوٹ اور افتراء ہے۔

لانه لن یستطیع ان یثبت خطاء واحدا فضلا عن الاخطاء نعم فیه اخطاء کتابیة ومطبعیه ولا یعترض علیها من کان عالما باحوال الکاتب والطابع بل انی اثبت فیه جهل الالبانی و شذوذه عن جمیع ائمة الدین ومن الخلفاء الراشدین المهدیین ومن الائمة المجتهدین والتابعین واتباعهم۔

ومنها انه قال ۔ طول فی ذالک بمالا فائدۃ فیه ولا یدری هذا المعاند بان فی التطویل فائدۃ ورد الالبانی بانه ماقرا سوی تقریب التهذیب ولذاقال بان محمد بن یوسف اوثق من یزید بن خصیفه لان الحافظ ابن حجر قال فی حق الاول بانه ثقه ثبۃ وقال فی حق الثانی ثقه ونقل نفس هذا الکلام من شیخه ولو رای الالبانی تهذیب التهذیب وسیر اعلام النبلاء وغیر مما من کتب التراجم لماتفوه بهذا الان الحافظ

کیونکہ اسکی یہ طاقت نہیں کہ ایک غلطی کتاب میں ثابت کریں چہ جائیکہ غلطیاں ثابت کریں البتہ کتابت اور چھپائی کی غلطیاں ہیں اس پر وہ شخص اعتراض نہیں کر سکتا جسکو کاتب (لکھنے والا) اور چھاپنے والے کا پتہ ہو بلکہ میں نے اس کتاب میں البانی کی جہالت اور تمام ائمہ دین اور خلفائے راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں اور ائمہ مجتہدین اور تابعین اور تبع تابعین سے شذوذ اور تفرد ثابت کیا ہے کہ اس مسئلہ میں یہ مندرجہ بالا تمام ائمہ دین سے مخالف ہیں۔

سوم یہ لکھتا ہے کہ بلافائدہ طوالت دیا ہے اس معاند کو یہ پتہ نہیں کہ طوالت میں البانی کی تردید کا فائدہ ہے کیونکہ اس نے سوائے تقریب التہذیب کے کچھ نہیں پڑھا اسی وجہ سے کہتا ہے کہ محمد بن یوسف یزید بن خصیفہ سے زیادہ ثقہ ہیں کیونکہ حافظ ابن حجر نے اول کے حق میں ثقہ اور ثبۃ کہا ہے دوم کے بارے ثقہ فقط کہا ہے اور اس نے بھی اپنے شیخ سے یہی بات نقل کی ہے اگر البانی تہذیب التہذیب اور سیر اعلام النبلاء وغیرہ اسماء الرجال کی کتابیں دیکھ لیتے تو اس بات پر تلفظ نہ کرتا۔ کیونکہ

ابن حجر یقول فی حق یزید بن خصیفة ثقة حجة ویقول کان ثقه ماموناً وقال ابن سعد کان ثبتا عابدا کمافی التهذیب والسیر و تهذیب الکمال وغیرها طالعها ثم طالعها فیرجع الیک البصر خاسئا وهو حسیر و یحصل لک الیقین بکذب الالبانی بانه یعد محمد بن یوسف اوثق من یزید بن خصیفه لاجل الصفتین و اغمض عینیه من اوصاف یزید بن خصیفه مع انه وثق من محمد بن یوسف لکن الحسد یعمی الانسان فهل رایت فائدة التطویل ایها العلیل وخف من رب جلیل فثبت مماذکرنا بان روایة یزید بن خصیفه اولی بالقبول من روایة محمد یوسف لانه ثقة ثبة حجة مامون عابد و اما ابن یوسف فهو موصوف بالصفتین فکیف تقلد شیخک یا مفقود العینین فترجیح الالبانی لروایة محمد بن یوسف مردود

حافظ ابن حجر یزید بن خصیفه کے بارے میں ثقہ اور حجت کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور مامون تھے اور ابن سعد فرماتے ہیں کہ یزید بن خصیفه ثبۃ اور عابد تھے جیسا کہ تہذیب التہذیب اور سیر اعلام النبلاء اور تہذیب الکمال وغیرہ میں ہیں بار بار مطالعہ کریں تجھے نظر ذلیل اور تھکی ہوئی واپس آجائیگی۔ اور تجھے البانی کی جھوٹ پر یقین آجائیگا کہ یہ دو صفتوں کیوجہ سے محمد بن یوسف کو یزید بن خصیفه سے زیادہ ثقہ سمجھتا ہے اور یزید بن خصیفه کی صفات سے آنکھیں بند کئے ہیں حالانکہ یہ محمد بن یوسف سے زیادہ ثقہ ہیں کیونکہ حسد انسان کو اندھا کرتا ہے اے مریض آپ نے طوالت کا فائدہ دیکھ لیا اللہ تعالیٰ سے خوف کر تو ماسبق کلام سے ثابت ہوا کہ یزید بن خصیفه کی روایت محمد بن یوسف کی روایت سے زیادہ قبول کرنے کا حقدار ہے کیونکہ یہ ثقہ ثبۃ حجۃ مامون عابد ہیں اور محمد بن یوسف دو صفاتوں سے موصوف ہیں تو اے بے آنکھوں کس طرح اپنے شیخ کی تقلید کرتے ہو تو البانی کی ترجیح محمد بن یوسف کی روایت کو مردود ہے۔

وتابع المردود مردود فهل علمت بفائدة التطويل اوانت لاتدری سوی ماقال وقیل۔

ومنها انه قال انما النزاع فی مناکیره ومفاریده فهو مردود علیه لانا اثبتنا هناک بانه اوثق من محمد بن یوسف فثبت تفرده وشذوذه ممن هو اوثق منه فثبت شذوذ حدیث محمد بن یوسف ممن اوثق منه علا ان تفرد الثقة لیس بقادح للتوثیق کما اقر علیه شیخک الالبانی حیث یقول فی مقام اخر تفرد به نافع قلت وهو ثقة فالحدیث صحیح۔ (الاحادیث الصحیحة ۱/ ۲۵)

ویقول فی مقام اخر لم یصله بهذا الاسناد الاعبدالرحیم بن سلیمان تفرد به یوسف قلت وهما ثقتان من رجال البخاری فالحدیث صحیح الاسناد الصحیحة ۱/ ۳۲ رقم ۲۴ فنحن ایضا نقول تفردیه

اور مردود کا تابع مردود کیا آپکو طوالت کا فائدہ معلوم ہوا یا سوائے اس بات سے نہیں جانتے کہ اس نے کہا ہے یا یہ کہا گیا ہے۔

چہارم یہ کہتا ہے کہ جھگڑا (توثیق میں نہیں بلکہ) اس کے تفردات میں ہے یہ اس پر مردود ہے کیونکہ ہم نے وہاں ثابت کیا ہے کہ یزید بن خصیفہ ' محمد بن یوسف سے زیادہ ثقہ ہیں لہذا اس کا شذوذ اور تفرد زیادہ ثقہ سے آیا تو محمد بن یوسف کی روایت میں شذوذ آیا کہ اس نے زیادہ ثقہ سے خلاف کیا ہے۔ علاوہ میں کہتا ہوں کہ ثقہ (پختہ) راوی کا تفرد کوئی توثیق کیلئے مضر نہیں جیسا کہ تیرے شیخ البانی نے اس پر اقرار کیا ہے وہ ایک جگہ میں کہتا ہے کہ اس حدیث میں نافع متفرد ہیں (البانی کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ یہ (نافع) ثقہ ہیں تو حدیث صحیح ہو گئی۔ (الاحادیث الصحیحة ۱/ ۲۵)

اور دوسری جگہ میں فرماتے ہیں کہ اس اسناد (حدیث) کو عبدالرحیم بن سلیمان نے موصول ذکر کیا ہے اور یوسف اس میں متفرد ہیں (البانی کہتا ہے) کہ میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں ثقہ ہیں اور بخاری کے راوی ہیں تو حدیث کی اسناد صحیح ہے الاحادیث الصحیحة ۱/ ۳۲ رقم ۲۴ تو ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں

يزيد بن خصيفة و لحدہ ثقة حجة ثبة سيما و هو من رجال الشيخين فالحديث صحيح و صحيح الاسناد فرد قول الحساد فمن المتعدی ومن الظالم مع اهل العلم ومن الجاهل فقول المعاند بادعاء الاغلاط والاوهام مردود عليه لانه يدعی بدون زمام

قال هذا المعصوم (٢) خلط بين قول الامام احمد منكر الحديث و قوله يروی المناكير و قوله احاديث منكرة و هذا يبين عدم معرفته باصول الجرح والتعديل فضلا عن تفريعاته تذيله مع الكشف ١١٨ اقول قد افتری الرجل المعصوم علی الرجل الامين صاحب القول المبين لانی اجبت هناک من اعتراض الالبانی بانه قال بان الامام احمد قال فی حق يزيد بن خصيفة منكر الحديث بان الحافظ ابن حجر قال يزيد بن

یزید بن خصیفۃ متفرد ہیں اور یہ ثقہ حجت ثبۃ ہیں اور خاصکر بخاری اور مسلم کا راوی ہے تو حدیث صحیح اور صحیح الاسناد ہے تو حسد کرنے والوں کا قول مردود ہو گیا تو زیادتی کرنے والا کون اور اہل علم کے ساتھ ظلم کرنے والا کون اور جاہل کون ہیں تو معاند کا قول کہ اس میں غلطیاں ہیں یہ اس پر مردود ہے۔

٢) یہ معصوم کہتا ہے (٢) کہ اس نے امام احمد کے منکر الحدیث یروی المناکیر اور احادیث منکرۃ کے درمیان خلط کر دیا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرح اور تعدیل کے اصول سے ناواقف ہیں چہ جائیکہ اس پر تفریعات کریں۔ (تذییلہ مع الکشف ١١٨)

میں کہتا ہوں کہ معصوم نے امین شخص جو قول مبین کا مصنف ہے اس پر افتراء کیا کیونکہ میں نے وہاں البانی کے اعتراض سے جواب دیا ہے کہ احمد بن حنبل نے یزید بن خصیفۃ کے بارے میں منکر الحدیث کہا ہے کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یزید بن خصیفۃ۔

خصیفه قال ابن معین ثقه حجة و ثقه احمد فی روایه الاثرم و کذا ابوحاتم و انسائی و ابن سعد و روی ابو عبید الاجری عن ابی داود عن احمد انه قال منکر الحدیث قلت هذه اللفظة یطلقها احمد بن حنبل علی من یغرب علی اقرانه بالحدیث عرف ذلک بالاستقراء من حاله وقد احتج بابن خصیفة مالک والائمة کلهم هدی الساری ۴۵۳ وکذا قال الحافظ فی ترجمة یونس بن القاسم و ثقه یحیی بن معین و الدار قطنی وقال البردیجی منکر الحدیث قلت اوردت هذا لئلا یستدرک والا فمذهب البردیجی ان المنکر هوالفرد سواء تفرد به ثقة او غیر ثقة فلا یکون قوله منکر الحدیث جرحا بینا وقد و ثقه یحی بن معین هدی الساری ۴۵۵ ثم فصلت هنالک فمن این اخذ المفتری

ابن معین ثقہ اور حجت کہتے ہیں اور اثرم کی روایت میں احمد بن حنبل نے توثیق کی ہے' اور اسی طرح ابوحاتم اور نسائی اور ابن سعد نے توثیق کی ہے اور ابو عبید الاجری نے ابو داؤد سے اس نے احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ اس نے فرمایا ہے کہ منکر الحدیث ہیں (حافظ ابن حجر فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ احمد بن حنبل کے حال کا تتبع اور استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ وہاں استعمال کرتے ہیں کہ راوی اپنے ساتھیوں سے روایت میں متفرد ہو اور ابن خصیفہ سے امام مالک اور تمام ائمہ نے احتجاج (استدلال) کیا ہے ہدی الساری ۴۵۳ اور اس طرح حافظ ابن حجر یونس بن قاسم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ یحی بن معین اور دارقطنی نے اسکی توثیق کی ہے اور بردیجی منکر الحدیث کہتے ہیں اور بردیجی کا مسلک یہ ہے کہ وہ منکر متفرد کو کہتا ہے خواہ ثقہ ہو یا غیر ثقہ تو منکر الحدیث واضح جرح نہیں اور یحی بن معین نے اسکی توثیق کی ہے ہدی الساری ۴۵۵۔ پھر میں نے وہاں تفصیل سے ذکر کیا ہے تو اس افتراء کرنے والے نے

خلطا بين اقوال مختلفه للامام احمد بن حنبل فی هاتين صفحتين اعوذ بالله من مفقودالعينين وكك ذكرت فی ۴۰ قال الامام احمد فی حق ابی بن عباس بن سهل منكر الحديث قال يحيى بن معين ضعيف وقد احتج به البخاری الكاشف ۱/ ۵۲ فمع هذه التصريحات يلزم المعاند علی بالخلط وقد جاء عليه الخبط نعم قد ذكرت مثالين اخرين ووضحت فيهما لمثل هذا المسكين بان الامام احمد وان يقول فی حق بعض الرواة يروی مناكير او احاديث منكرة اوله مناكير فهو ايضاليس دليلا علی ضعف الرواة مثل محمد بن ابراهيم انه احتج به الشيخان وكك خالد بن مخلد لكن هذا الغوی لايدری بالدقائق بانی بينت هناک ان قول الامام احمد يروی المناكير وغيره ليس دليلا لضعف الراوی كک منكر الحديث ليس دليلا لضعف الراوی

امام احمد بن حنبل کے مختلف اقوال میں دونوں صفحوں میں سے کہاں سے خلط لیا ہے کھوئی ہوئی انکھوں والا سے اللہ تعالی کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اور اسی طرح میں نے صفحہ ۴۰ میں ذکر کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل ابی بن عباس بن سہل کے بارے منکر الحدیث کہتا ہے اور یحیی بن معین ضعیف کہتا ہے اور اس سے امام بخاری نے احتجاج کیا ہے الکاشف ۱/ ۵۲ تو ان تصریحات کے باوجود عناد کرنے والا مجھ پر خلط کاالزام لگاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس پر خبط آیا ہے البتہ میں نے دو دیگر مثالیں ذکر کیئے ہیں میں نے اس جیسے مسکین کو واضح کر دیا کہ امام احمد اگرچہ بعض راویوں کے بارے میں یردی مناکیر او احادیث منکرۃ اولہ مناکیر کہیں تو یہ راویوں کے ضعیف ہونے پر دلالت نہیں کرتے مثلا محمد بن ابراہیم بخاری اور مسلم نے اس سے احتجاج کیا ہے اور اسی طرح خالد بن مخلد ہیں لیکن یہ غوی باریک بینی نہیں جانتے اور میں نے وہاں بیان کیا ہے کہ امام احمد کا یہ قول یروی المناکیر وغیرہ جیسا کہ راوی کے ضعیف ہونے پر دلالت نہیں کرتا تو اسی طرح اسکا منکر الحدیث کسی راوی کے بارے ضعف پر دلالت نہیں کرتا

عند الامام احمد ولذا اقلت فهل يقول الالبانی ویضعف روایات الشیخین اوجاءت غشاوة علی العینین ۔ القول المبین ۴۱ فمن این یشبت هذا الغوی خلطا واختلاطا بین اقوال الامام احمد او اعماه الحسد۔

قال ۳ ۔ اقحم (۴۱) بعض النقدات موجها ایاها لشیخنا الالبانی وقد اظهرت جهله بعلم الحدیث اذ نقل تحسین شیخنا لحدیث و لا تتخذو المساجد طرقا (الصحیحة ۱۰۰۱)

ثم عقب بقوله اقول العجب کل العجب علی الالبانی بان فی هذه الروایة احمد بن بکرا البالسی ومع هذا ان الالبانی یقول رجاله کلهم ثقات فاعلم ایها المعجب بنفسک الخ و هذا اما جهل او تجاهل وبیان ذلک فیمایلی اور ردشیخنا الحدیث من کتاب محظوط وهو حدیث ابن ابی ثابت۔

اسی وجہ سے میں نے کہا ہے کہ کیا البانی شیخین کی روایات کو ضعیف سمجھتا ہے یا اسکی آنکھوں پر پردہ آیا ہے القول المبین ۴۱ تو اس غوی سرکش نے احمد بن حنبل کے اقوال میں خلط کہاں سے اخذ کیا ہے 'یا حسد نے اسکو اندھا کر دیا۔

لکھتا ہے ۳۔ صفحہ ۴۱ میں بعض تنقیدات ہمارے شیخ البانی کی طرف متوجہ کئے ہیں اور میں نے اسکی جہالت علم الحدیث پر ثابت کیا ہے کیونکہ اس نے ہماری شیخ لاتتخذو المساجد کی حدیث کی تحسین نقل کیا ہے۔ (الصحیحه ۱۰۰۱) سے

پھر اس پر اعتراض کرتا ہے کہ تعجب بر تعجب ہے البانی پر کہ اس روایت میں احمد بن بکر البالسی ہے اور اسکے باوجود البانی کہتا ہے کہ اسکے تمام راوی ثقہ ہیں جان لو اسے اپنے نفس پر تعجب کرنے والے .... یا یہ اسکی جہالت ہے یا تجاہل اسکا بیان مندرجہ ذیل ہے ہمارے شیخ (البانی) نے مخطوط کتاب سے حدیث ابن ابی ثابت ذکر کیا ہے۔

قال حدثنا احمد بن بكر البالسی حدثنا موسی بن ایوب حدثنا یحیی بن صالح عن علی بن حوشب عن ابی قبیل عن سالم عن ابیه مرفوعا اقول فهذ الاسناد کما تراه فیه البالسی المشار الیه فی کلام المنتقد قد اورد شیخنا عقبه تماما و قبل الحکم علیه اسناد اخرفیه متابعه البالسی المذکور فقال رواه الطبرانی فی الکبیر ۳ / ۱۵۴ وفی الاوسط ۴۰ / ۲ من مجمع البحرین و عنه ابن عساکر فی تاریخ دمشق ۱۲ / ۳۹ (۲) من طریق اخری عن یحیی بن صالح الوحاظی به اقول فانت تری المتابعۃ جلیه لیس فقط للبالسی بل لشیخه ایضا ثم بعد هذا الایراد قال شیخنا و هذا سند حسن فاین کلامه من کلامه (تذییله مع الکشف ۱۲۰)

اقول قوله باطل مردود بوجوه اما اولا فانا اثبتنا جهله بعلم التراجم لانه لایدری بهذا الفن ویتکلم ذوالفتن لانه افتری علی الالبانی

وہ احمد بن بکر البالسی سے وہ موسی بن ایوب سے وہ یحیی بن صلح سے وہ علی بن حوشب سے وہ ابو قبیل سے وہ سالم سے اور سالم اپنے باپ سے مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس اسناد میں البالسی مشار الیہ موجود ہے جو اعتراض کرنے والا کے کلام میں ہے ہمارے شیخ نے اسکی اسناد پر حکم (تحسین) سے قبل دوسری حدیث میں بالسی کا متابع ذکر کرتا ہے تو کہتا ہے طبرانی نے کبیر ۳ / ۱۵۴ اور اوسط ۱۰ / ۲ مجمع البحرین سے اور اس سے ابن عساکر نے تایخ دمشق ۱۲ / ۳۹ (۲) دوسرا طریقہ یحیی بن صالح الوحاظی سے ذکر کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ واضح متابع کو دیکھتے ہیں فقط بالسی کیلئے نہیں بلکہ اسکے شیخ کیلئے بھی اسکے بعد ہمارا شیخ کہتا ہے کہ یہ سند حسن ہے۔ (تذییلہ مع الکشف ۱۲۰)

میں کہتا ہوں کہ اسکا قول چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے اول تو اس وجہ سے کہ میں نے پہلے ثابت کیا ہے کہ اسماء الرجال کے فن سے جاھل ہیں اور ویسے فتنوں والی بات کرتا ہے کیونکہ اس نے البانی پر افترا کیا ہے

بانه ذکر متابعا لاحمد بن بکر البالسی وکک لشیخه فعلیه ان یذکر اسنادا اخر حتی یتبین علیه کذبه وافترائه علی شیخه الالبانی

اما ثانیا فان الالبانی ماذکر اسنادا اخر بل قال من طریق اخری عن یحیی بن صالح فا للازم علی الالبانی توثیق اسناد اخر حتی یصح ان یکون متابعا لهذا الوضاع

اما ثالثا فان فی العجم الادسط ۱ / ۴۹ تلمیذ یحیی بن صالح الوحاظی احمد بن عبدالوهاب وفی مخطوطة مخصوصة مکتحلة الالبانی تلمیذه موسی بن ایوب فعلم منه بان الالبانی ماالشار الی متابعة موسی بن ایوب فکیف ارتکب تلمیذه الکذب والزورلعله لایخاف من یوم النشور

امارابعا فان الالبانی وان اشار الی متابعة البالسی باحمد بن عبدالوهاب فعلیه ان یوثقه حتی یصح ان یکون متابعا والا

کہ اس نے احمد بن بکر البالسی کا متابع ذکر کیا ہے اور اسطرح اسکے شیخ کا متابع ذکر کیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ دوسری اسناد کو ذکر کریں تاکہ اسکا افتراء اور جھوٹ البانی پر اسکو واضح ہو جائے۔

دوم البانی نے دوسری اسناد کو ذکر نہیں کیا ہے بلکہ کہا ہے کہ یحیی بن صالح سے دوسرے طریقے سے روایت کی گئی ہے تو البانی کو دوسری اسناد کو توثیق چاہیے تاکہ اس من گھڑت حدیث بنانے والے بالسی کا متابع بن سکے۔

سوم معجم اوسط میں یحیی بن صالح کا شاگرد احمد بن عبدالوھاب ہے اور البانی کی آنکھوں کا ٹھنڈک مخطوط نسخہ میں تلمیذ موسی بن ایوب ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ البانی نے موسی بن ایوب کا متابع کو اشارہ نہیں کیا ہے تو اس کا شاگرد جھوٹ اور افتراء کیوں کرتا ہے شاید قیامت سے اسکو خوف نہیں۔

چہارم اگر البانی بالسی کی متابع احمد بن عبدالوھاب کو اشارہ کرتا ہے تو اسکو چاہیے کہ اسکی توثیق کریں تاکہ متابعۃ اسکی صحیح ہو جائے۔

متابعه مردود علیه وعلی تلمیذه

اما خامسافان الالبانی یقول من طریق اخری عن یحیی بن صالح الوحاظی وماذکر من قبله الرجال فای رمزفیه للجهال۔

اما سادسا فاللازم علی تلمیذه توثیق ابی قبیل ویحیی بن صالح والاسیکون قلبه طالح

امام سابعا لم یرو هذا الحدیث الاابوقبیل ولم یرو عنه الاعلی بن حوسشب تفردبه یحیی بن صالح وقد ذکرت الجرح علی احمد ابن بکر البالسی من الکامل ۱/ ۱۴۰وغیره فرد تلمیذه مردود علی العمیان

وقال ۴۔ ثم قال (ص ۴۵) فی یحیی بن صالح وهووان کان ثقةً لکن قال مهنا سالت احمد عنه فقال ...... الخ سبحان الله یقول وان کانه ثقةً ثم ولکن قال ماذاهل هذا القول ینزله من الثقة الی الضعف ام یبقیه

ورنہ اسکا متابع اس پر اور اسکے شاگرد پر مردود ہے۔

پنجم البانی نے دوسری طریقہ سے یحیی بن صالح وحاظی ذکر کرتا ہے اور نیچے راوی کیوں نہیں ذکر کرتا اس میں جاہلوں کیلئے کس طرف اشارہ کرتا ہے۔

ششم اسکے شاگرد پر لازم ہے کہ ابو قبیل اور یحیی بن صالح کی توثیق کریں ورنہ اس کا دل کالا ہوگا

ہفتم اس حدیث کو ابو قبیل نے روایت کیا ہے اور اس سے صرف علی بن خوسشب نے اور اس سے یحیی بن صالح متفرد ہے اور میں نے احمد بن بکر بالسی کامل ابن عدی ۱/ ۱۴۰ وغیرہ سے جرح ذکر کیا ہے تو البانی کے شاگرد کی تردید اس پر مردود ہے۔

لکھتا ہے پھر کہا ہے (۴۵) یحیی بن صالح کے بارے کہ یہ اگرچہ ثقہ ہیں لیکن مہنا کہتے ہیں کہ میں نے اسکے بارے میں احمد بن حنبل سے پوچھا تو فرمایا الخ سبحان اللہ کہتا ہے کہ اگرچہ ثقہ ہیں پھر لیکن ذکر کرتا ہے تو کیا ہو گیا تو کیا یہ قول اسکو ثقہ سے ضعف کی طرف نازل کرتا ہے یا اسکو ثقہ ہونے پر چھوڑتا ہے۔

فی دائرة التوثیق (تذییله ۱۲۰-۱۲۱)

اقول ان هذا المسکین یتعجب من قولی بانی ذکرت توثیقهٗ ثم ذکرت کلمۃ الاستدراک لتضعیفه وهو یقول لما کان ثقۃً فکیف یضعفه بلفظ لکن الخ - ثم یقول سبحان الله مع ان الالبانی شیخه یقول ان ابن خصیفة وان کان ثقۃً فقد قال فیه الام احمد ...... صلوۃ التراویح ۴۹-۵۰ فکیف مایقول فی حق شیخه سبحان الله لما کان ثقه فماذا اهل هذا القول ینزله من الثقۃ الی الضعف علی اصطلاح الامام احمد .... لکن الالبانی یقول ففی قول احمد هذا اشارة الی ان ابن خصیفۃ قد ینفرد بمالم یروه الثقات فمثله یرد حدیثه اذا خالف من هو احفظ منه یکون شاذا کما تقرر فی مصطلح الحدیث ثم ذکر بانه خالف عن محمد بن یوسف وهو اوثق منه لانه الحافظ ابن حجر وصفه بانه ثقۃ ثبۃ واقتصر فی الثانی

میں کہتاہوں کہ یہ بے چارے میرے قول سے تعجب کرتا ہے کہ میں نے اسکی توثیق ذکر کیا ہے پھر میں نے کلمہ استدراک اسکے ضعیف ہونے کیلئے ذکر کیا ہے......اور یہ کہتا ہے کہ جب یہ ثقہ ہیں تو پھر لکن کے ساتھ کس طرح ضعیف کرتا ہے پھر سبحان اللہ کہتا ہے حالانکہ اس کا شیخ البانی کہتا ہے کہ ابن خصیفہ اگرچہ ثقہ ہیں تو اس میں احمد بن حنبل نے کہا ہے صلوۃ التراویح ۴۹-۵۰

تو یہ اپنے شیخ کے بارے میں سبحان اللہ کیوں نہیں کہتا تو جب ابن خصفیۃ ثقہ ہیں تو کیا اس کے قول سے وہ ثقہ ہونے سے ضعیف ہونے کو امام احمد بن حنبل کے اصطلاح کے مطابق نازل ہوتا ہے لیکن البانی کہتا ہے کہ امام احمد کے قول میں اسکی طرف اشارہ ہے کہ ابن خصیفۃ کبھی متفرد ہوتا ہے ثقہ راویوں سے تو اس جیسے کی روایت مردود ہے جب کہ اس سے زیادہ حافظ راوی سے خلاف کریں اور محدثین کی اصطلاح میں یہ شاذ ہے پھر لکھتا ہے کہ یہ محمد بن یوسف سے خلاف روایت ذکر کرتا ہے اور وہ اس سے ثقہ ہیں کیونکہ حافظ ابن حجر نے اسکے بارے میں ثقہ ثبۃ ذکر کیا ہے اور دوم (یزید بن خصیفۃ)

(يزيد بن خصيفه) ثقه صلوة التراويح ٥٠ ولماوثق شيخک الالبانی يزيد بن خصيفه فکيف يضعفه بقول الامام احمد فی روايه بقول مخترع ولايدری الالبانی بان الحافظ ابن حجر وغيره وصفه بانه ثقه ثبۃ حجۃ فثبت شذوذ قول محمد بن يوسف لانه خالف من هوا وثق منه لکن الحسد يعمی ويصم ولذا اکتفی بالتقريب وماتوجه الی التهذيب وغيره من کتب التراجم ونحن ايضا نقول بان يحيی بن صالح و ان کان ثقه لکن ضعفه احمد والحاکم ابو احمد ولذا ماکتب غنه احمد فمن العجائب ان حديث يزيد بن خصفيه ينزل من الصحۃ الی الضعف باصطلاح مخترع الالبانی ولاينزل حديث يحيی بن صالح من الصحۃ الی الضعف فالعجب علی تلميذ الالبانی کيف لا يرد بقوله با سبحانه الله لما کان يزيد بن خصيفه ثقۃ فکيف ينزل حديثه من الصحۃ

کے بارے میں صرف ثقہ پر اکتفا کرتا ہے صلوۃ التراویح ۵۰ تو جب تمہارے شیخ البانی نے یزید بن خصیفہ کی توثیق کی پھر امام احمد حنبل کے قول سے البانی کے اصطلاح مخترعہ سے اسکو ضعیف کرتا ہے اور البانی کو پتہ نہیں کہ حافظ ابن حجر وغیرہ نے یزید بن خصیفہ کو ثقہ ثبۃ حجۃ کہا ہے تو محمد بن یوسف کا قول شاذ ہو گیا کیونکہ اس نے اپنے سے زیادہ ثقہ سے خلاف کیا لیکن حسد اندھا اور گونگا کر دیتا ہے اسی وجہ سے تقریب التہذیب پر اکتفا کیا اور تہذیب التہذیب وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی اور ہم بھی کہتے ہیں کہ یحیی بن صالح اگرچہ ثقہ ہیں لیکن احمد اور حاکم ابو احمد نے اسکو ضعیف قرار دیا ہے تو یہ تعجب کی بات ہے کہ البانی کے مخترح (ایجاد بندہ) کی اصطلاح میں امام احمد کے قول یزید بن خصیفہ کی روایت صحت سے ضعف کی طرف نازل ہوتی ہے اور یحیی بن صالح کی روایت امام احمد وغیرہ کے اقوال سے ضعیف کی طرف نازل نہیں ہوتی تو البانی کا شاگرد اپنے استاد کے قول کی تردید سبحان اللہ سے نہیں کرتا اور جب یزید بن خصیفہ ثقہ ہیں تو اسکی حدیث صحت سے کس طرح ضعف کی طرف

الی الضعف لان هذا قول شیخه بخاری العصر و هذا بعید عن الانصاف علا ان الالبانی لا یعمل بقول اخر لاحمد بن حنبل حیث قال ابن حجر قال ابن معین ثقه ووثقه احمد فی روایه الاثرم فهل هذا عدل الالبانی وانصافه یعمل بقول غیر صریح بالجرح ویترک التوثیق الصریح ولو یقال له ان التضاد واقع بین القولین و اذا تعارضا فتساقطا فبقی توثیق النقاد الاخر فرد قول الحساد ان یخافون من یوم التناد

وکک ینبغی لهذا المفتری ان یقرا القول المبین ۴۳ حیث وضحت هناک بان الالبانی یقول فی حدیث ابن عباس بانه قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ۔ هذا حدیث موضوع الاحادیث الضعیفۃ ۲ / ۳۵ مع ان فیه ابراہیم بن ابی شیبه وهووان کان ضعیفا بالاتفاق لکن ماقال احد

نازل ہوتی ہے کیونکہ یہ اسکا شیخ بخاری العصر کا قول ہے اور یہ انصاف سے بہت دور ہے علاوہ البانی امام احمد کے دوسرے قول پر عمل نہیں کرتا جیسا کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن معین کہتے ہیں کہ (یزید بن خصیفہ) ثقہ ہیں اور اثرم کی روایت میں امام احمد بن حنبل کے نزدیک ثقہ ہیں یہ البانی کا عدل و انصاف ہے جو قول جرح کرنے میں صریح نہیں اس پر عمل کرتا ہے اور صریح (واضح) توثیق کا قول چھوڑتا ہے اگر اس کو یہ کہا جائے کہ امام احمد کے دونوں قولوں میں تضاد ہے اور جب ان دونوں قولوں کے درمیان تعارض آیا تو دونوں قول ساقط ہیں تو دوسرے ناقدین کی توثیق باقی رہ گئی تو حاسدین کے اقوال ان پر مردود ہیں اگر قیامت سے خوف کرتے ہیں تو اس طرح اس مفتری کو چاہیے کہ القول المبین میری تصنیف صفحہ ۴۳ مطالعہ کریں میں نے وہاں وضاحت کی ہے کہ البانی حضرت ابن عباس کی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات پڑھا کرتے تھے کہ یہ حدیث موضوع ہے احادیث صعیفہ ۲/ ۳۵ حالانکہ ابراہیم بن شیبہ اگرچہ بالاتفاق ضعیف ہے لیکن کسی نے نہیں کہا ہے

انه یضع الحدیث ولکن مع هذا حدیثه عند الالبانی موضوع واما احمد بن بکر البالسی فکان یضع الحدیث کما بینت هناک لکن یکون حدیثه حسنا عند الالبانی لان التوثیق والتضعیف بیده یفعل مایشاء ویختار قال ۵ - ثم ذکر (ص ۳۷) مثالا اخر فی نقد شیخنا حیث نقل قول شیخنا فی حدیث هذا اسناد جید رجاله کلهم ثقات ثم عقب بقوله والعجب علی الالبانی بانه ماذکر توثیق سعد بن الصلت لکن افتی بان اسناده جید اقول العجب علیک منک فقد ذکر الالبانی ذالک بوضوع و ذالک بثلاثه مرجحات (الف) قوله فی سعد هذا ترجمه ابن ابی حاتم ۲ / ۱ / ۸۶ ولم یذکر جرحا ولا تعدیلا (ب) وهو فی ثقات ابن حبان ۶ / ۳۷۵ (ج) نقله عن العیتمی قوله رجاله ثقات فهذا توثیق له - (تذییله ۱۲۱)

کہ موضوعی احادیث بیان کرتا تھا حالانکہ اسکا حدیث البانی کے نزدیک موضوعی ہے اور احمد بن بکر بالسی موضوعی (من گھڑت) احادیث بیان کرتا تھا جیسا کہ میں نے وہاں بیان کیا ہے لیکن اسکا حدیث البانی کے نزدیک حسن ہے کیونکہ توثیق اور تضعیف البانی کے ہاتھ میں ہے، جو پسند کرتا ہے وہ کرتا ہے۔

وہ کہتا ہے ۵ - پھر صفحہ ۳۷ میں دوسری مثال ہمارے شیخ کی تردید میں ذکر کر کیا ہے کہ ہمارے شیخ نے ایک حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ اسکی اسناد جید ہے اور تمام راوی ثقہ ہیں پھر اسکے بعد تعاقب کیا ہے کہ البانی پر تعجب ہے کہ سعد بن الصلت کی توثیق ذکر نہیں کیا لیکن حکم لگایا ہے کہ اسناد جید ہے میں کہتا ہوں کہ تجھ سے تجھ پر تعجب ہے کہ البانی نے تین مرجحات سے واضح کیا ہے (الف) ابن ابی حاتم نے ۲ / ۱ / ۸۶ میں سعد کو بغیر جرح اور توثیق ذکر کیا ہے (ب) یہ ثقات ابن حبان ۶ / ۳۷۵ میں ہے (ج) ھیثمی سے نقل کیا ہے کہ اسکے تمام راوی ثقہ ہیں تو یہ اسکی توثیق ہے۔ (تذییلہ ۱۲۱)

اقول قد ذكرت فيما سبق بانه ليس له تعلق مع كتب التراجم ولذا ارتكب الحماقه والجهالة وماقال فى الاعتراض فهومردود عليه بوجوه

اما اولا فانه يقول بثلاثة مرجحات وهذا دليل بانه لايدرى بعلوم الاليه والا ينبغى له ان يقول بثلاث مرجحات بتذكير ثلاث تدرب

اما ثانيا فانه ضرب النغمة فى الطنبور بانه قال بحوالة شيخه بانه قال وهو فى ثقات ابن حبان ٦/ ٣٧٥ مع ان الالبانى يظن ويقول والظاهر انه فى ثقات ابن حبان رجما بالغيب ويقول فقد قال الهيشمى ٢/ ١٩٨ رواه الطبرانى فى الاوسط ورجاله ثقات وليس كتاب ابن حبان فى متناول يدى الان الصحيحه ٣/ ٢٧٣

فهو يقول بعدم وجود ثقات ابن حبان عنده وتلميذه يرتكب الكذب بانه احال على الثقات ٦/ ٣٧٥ فارتكب الكذب والبهتان لماثالثا ان احالة الالبانى على ابن ابى حاتم بانه لم يذكر جرحا ولاتعديلا

میں کہتاہوں کہ میں نے پہلے ذکر کیاہے کہ اسماء الرجال کے ساتھ اس کا تعلق نہیں اسی وجہ سے حماقت اور جہالت کا ارتکاب کیاہے اسکا اعتراض چندوجوہ سے مردود ہے۔

اولا اس لئے کہ یہ کہتاہے ثلاثۃ مرجحات یہ اس بات پر دلیل ہے کہ علوم الیہ سے ناواقف ہے ورنہ اسکو چاہیے کہ ثلاث مرجحات بغیر تاء ثلاث ذکر کرنا۔ تجربہ کر

دوم اس نے ستار میں سریلی آواز ماری کہ اس نے بحوالہ شیخ البانی کہاکہ اس نے ثقات ابن حبان ٦/ ٣٧٥ کا حوالہ دیاہے حالانکہ البانی بطور گمان کہتاہے کہ میرا گمان ہے کہ یہ ثقات ابن حبان میں ہے ھیشمی نے ٢/ ١٩٨ میں بحوالہ طبرانی اوسط کہاہے اور فرمایاہے کہ اسکے آدمی ثقہ ہیں اور کتاب ابن حبان میرے پاس نہیں الصحیحہ ٣/ ٢٧٤ اور البانی کہتاہے کہ میرے پاس کتاب ابن حبان نہیں اور اسکا شاگرد جھوٹ اور بہتان بولتاہے

سوم البانی نے جو کہاہے کہ ابن ابی حاتم نے نہ جرح ذکر کیاہے اور نہ تعدیل

فهذا ليس من المرجحات لكنه لايدری سوی الخرافات والمکذوبات لان ابن ابی حاتم لمالم یذکر جرحا وتعدیلا فکیف هذا القول من المرجحات یا جامع الخرافات اتق من خالق الارض والسموات طالع ضعیف الالبانی ۱ / ۲۰۵ حتی تعلم بکذبک تدبر

امارا بعافان توثیق ابن حبان لیس من المرجحات لان شیخک الالبانی یقول بنفسه الکریمۃ۔ توثیق ابن حبان لایعتمد علیه کما سبق التنبیه علیه مرارا فلاتغتربه الضعیفه ۱ / ۱۹۳

وقال الالبانی اما توثیق ابن حبان ایاہ (الحصین) فمما لا یعول علیه لما عرف من قاعدته فی توثیق المجهولین ولذالم یعرج الائمۃ المذکورون علی توثیقه ولم یعتمدوا علیه ولافی عشرات بل مأت من مثله وثقهم هووحده وحکمواهم علیهم بالجهالۃ الضعیفه ۳ / ۱۹۹ طالع ۳ / ۳۶۶ لمالم یکن للالبانی وللائمۃ اعتماد علی توثیق ابن حبان لانه

یہ تو مرجحات سے نہیں لیکن یہ تو خرافات اور جھوٹ سے سوا نہیں جانتا کیونکہ ابن ابی حاتم نے جب جرح نہیں ذکر کیا ہے اور نہ تعدیل تو یہ قول مرجحات سے کس طرح ہے یا خرافات کے جمع کرنے والے اسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے سے خوف کر فکر کرو

چہارم ابن حبان کی توثیق مرجحات سے نہیں کیونکہ البانی اپنے نفس کریمہ سے فرماتے ہیں کہ ابن حبان کی توثیق پر اعتماد نہیں اسکی توثیق پر دھوکہ نہ ہو جایہ بار بار گذر چکا ہے۔ الضعیفه ۱ / ۱۹۴

البانی کہتا ہے حصین کی توثیق ابن حبان نے کیا ہے اس پر اعتماد نہیں کیونکہ یہ مجہولوں کی توثیق کرتا ہے اسی وجہ سے آئمہ مذکور اسکی توثیق پر اعتماد نہیں کرتے یہ اکیلا توثیق کرتا ہے اور آئمہ اسکو مجہول کہتے ہیں اس جیسے کئے سو ہیں الضعیفه ۳ / ۹۹ مطالعہ کریں ۳ / ۳۶۶ جبکہ البانی اور دیگر ابن حبان کی توثیق پر اعتماد نہیں کرتے

يوثق المجاهيل فكيف بعد تلميذه قول ابن حبان من المرجحات لعله لايدری سوى المكذوبات والخرافات

اما خامسا فانه يعد قول الهيثمی من المرجحات فهو ايضا مردود عليه لان الالبانی قال فی مقام اخر قال الهيثمی بعد ذكر الحديث ورجال الجميع رجال الصحيح غير ابی اسرائيل وهو ثقه مجمع الزوائد ۵ / ۳ يقول الالبانی منتقدا عليه وفی هذا التوثيق عندی نظر لان عمدته علی ابن حبان ذكر ابا اسرائيل فی الثقات ولم يوثقه غيره الضعفيه ۳ / ۱۲۶

فنحن ايضا نقول كما قال الالبانی وفی قوله نظر لانه ماوثقه احد سوى ابن حبان و لعل عمدته عليه فرد قوله بقوله فلا يمكن ان يكون قول الهيثمی من المرجحات

اما سادسا فان تلميذ الالبانی ارتكب التدليس والتلبيس والخيانه

کیونکہ یہ مجہولوں کی توثیق کرتے ہیں تو البانی کا شاگرد ابن حبان کی توثیق مرجحات سے کیوں شمار کرتا ہے شاید اسکو جھوٹ سے سوا کچھ معلومات نہیں۔

پنجم ھیشمی کا قول مرجحات سے یہ بھی شاگرد پر مردود ہے کیونکہ البانی ایک مقام میں کہتا ہے ھیشمی نے ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تمام راوی ثقہ ہیں سوی ابو اسرائیلی کے وہ بھی ثقہ ہیں مجمع الزوائد ۵ / ۳ البانی اس پر تنقید کرتا ہے کہ ھیشمی کی توثیق پر مجھے اعتراض ہے کیونکہ یہ ابن حبان کی توثیق پر اعتماد کرتا ہے کہ اس ابو اسرائیل کو ثقہ کہا ہے اور کسی نے ثقہ نہیں کہا ہے الضعیفہ ۳ / ۱۲۶

تو ہم بھی کہتے ہیں جیسا کہ البانی نے کہا ہے کہ ھیشمی کے قول پر اعتراض ہے کیونکہ اس شخص کو سوی ابن حبان سے کسی نے توثیق نہیں کی شاید اسکا دارومدار ابن حبان کی توثیق پر ہے تو شاگرد کا قول استاد کے قول سے مردود ہے تو ھیشمی کا قول مرجحات سے ممکن نہیں

ششم البانی کی تلمیذ نے تدلیس اور تلبیس اور خیانت کیا ہے۔

لانه احال علی ثقات ابن حبان ولم یذکر قوله مخالف عنه حیث قال ابن حبان ربما اغرب طالع الثقات ۶ / ۳۷۸

اما سابعا فان الالبانی لا یعتمد علی توثیق الهیشمی حیث یقول ولا تغتر بقول الهیشمی ۸ / ۱۰۷ اعقب هذه الروایه رواه احمد والطبرانی واحد اسانید احمد رجاله رجال الصحیح الصحیحه ۱ / ۱۰۲۹ ولما لم یکن للالبانی اعتماد علی توثیق الهیشمی فکیف یعد تلمیذه قوله من المرجحات اما ثامنا فان تلمیذه یقول فی مقام ویعلم منه انه لا یلزم من کون المحدث رجاله ثقات بان الحدیث صحیح کما صرح به فی ۱۲۸ فلا یلزم من قول الهیشمی رجاله ثقات صحة الحدیث فکیف یعد قوله من المرجحات

واما تاسعا فان الالبانی لا یعتمد علی توثیق الهیشمی حیث نقل

کہ اس نے ثقات ابن حبان پر حوالہ دیا ہے اور اس سے وہ قول نقل نہیں کیا ہے جو اسکا مخالف ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ غریب حدیث لایا کرتے تھے مطالعہ کریں ثقات ابن حبان ۶ / ۳۷۸

ہفتم البانی ھیشمی کی توثیق پر اعتماد نہیں کرتا لکھتا ہے کہ اس روایت کے بعد ھیشمی کا قول ۸ / ۱۰۷ پر اعتماد نہ کرو کہ احمد اور طبرانی نے روایت کیا اور احمد کے اسانید سے ایک سند صحیح ہے اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں الصحیحۃ ۱ / ۲۹

جب کہ البانی ھیشمی کی توثیق پر اعتماد نہیں کرتا تو اسکا قول مرجحات سے کس طرح ہے

ہشتم البانی کا شاگرد ایک جگہ میں کہتا ہے کہ اگر محدث کہدیں کہ اسکے راوی ثقہ ہیں تو اس سے حدیث کی تصحیح نہیں آتی جیسا الکشف الصریح کی تذلیل ۱۲۸ میں کہتا ہے تو ھیشمی کا یہ قول کہ اس کے راوی ثقہ ہیں اس سے حدیث کی تصحیح نہیں آتی تو پھر ھیشمی کے قول کو مرجحات سے کیوں شمار کرتا ہے

نہم البانی ھیشمی کی توثیق پر اعتماد نہیں کرتا جیسا کہ مجمع الزوائد

من مجمع الزوائد ۱۰ / ۴۲ ورد علیه فی الضعیفه ۲ / ۲۴۰ ورددت علی الالبانی محیباعن الهیشمی اما عاشرافان متبوع الالبانی یقول اما قول الهیشمی رجاله ثقات فلایدل علی صحه الحدیث ابکار السنن ۲۴۴ وعلی کل حال لایصح ان یکون قول الهیشمی مرجحا من المرجحات کما وضحت فیما سبق فصح ماتعجبت علی الالبانی فرد قول تلمیذه الغوی علیه ولی ههنا کلام ولایرخصنی المقام ویتغوه هذا الرجل المتعصب بدون دلیل وبرهان

وقال ۶ ـ تکلم (ص ۴۷) علی یونس بن ابی اسحاق رداعلی توثیق شیخناله مضعفااياه مع انه من رجال مسلم فی صحیحه وهو لایرتضی الجرح فی رواۃ الصحیح (تذییله ۱۳۲)

اقول هذا الرجل اما یغمض العینین اوصار مفقود العینین بانی ذکرت جرحا علی هذا الراوی من الجرح والتعدیل والضعفاء والمتروکین والمغنی فی الضعفاء والمیزان وضعفاء العقیلی وغیرها بان الامام یحیی القطان واحمد

---

۱۰ / ۴۲ سے نقل کرتا ہے اور اسکی تردید الاحادیث الضعیفہ ۲ / ۲۴۰ میں کرتا ہے اور میں نے هیشمی کی طرف سے البانی کو القول المبین میں جواب دیا ہے۔ دھم البانی کا متبوع مبارکپوری لکھتا ہے کہ علامہ هیشمی کا یہ کہنا کہ اس سند کے جملہ راوی ثقہ ہیں اس سے حدیث کی صحت ثابت نہیں ہوسکتی ابکار المنن ۲۴۴۔ بہرحال قول هیشمی مرجحات سے صحیح نہیں تو شاگرد کا قول اس غوی پر مردود ہے اور مجھے یہاں اور کلام بھی ہے اور یہ متعصب بلادلیل اور برھان بات کرتا ہے۔

اور کہتا ہے ۶۔ صفحہ ۴۷ میں یونس بن ابی اسحاق کی توثیق پر رد کیا ہے اور ہمارے شیخ نے اس کی توثیق کی ہے حالانکہ یہ مسلم کی راوی ہے اور یہ صحیح کی راویوں پر جرح پسند نہیں کرتا تذییلہ ۱۳۲

میں کہتا ہوں کہ یہ شخص یا تو آنکھیں بند کردیتا ہے یا آنکھیں کھوئی ہوئی ہے کہ میں نے اس راوی پر جرح وتعدیل ' الضعفاء والمتروکین ' المغنی فی الضعفاء ' میزان الاعتدال اور ضعفا العقیلی وغیرہ سے جرح کیا ہے کہ امام یحیی بن قطان اور

بن حنبل يضعفانه ويقول ابن ابی حاتم لا يحتج به وقاله بعضهم حديثه مضطرب و ربما وهم و فيه لين و مع هذه التصريحات يقول الالباني اسناده صحيح و امايزيد بن خصيفه ثقة ثقة حجة مامون لکن حديثه ضعيف عند الالبانی لانه مخالف عن هواه مع ان الائمة النقاد و ثقوه باعلی عبارات التوثيق فيوثق الالبانی من کان مجروحا عند الائمة النقاد لان التوثيق والتضعيف بيده ولا يدری تلميذه المسکين بجرح الزامی لکن يعترض کانه اعمیٰ فی هذا الفن .... اما قوله بانه من رجال مسلم فهو مردود عليه لان يزيد بن خصيفه من رجال الشيخين والامام مالک وغيرهم فکيف جرح الالبانی مقبول عند تلميذه اوغشاوة علی عينيه

قال ۷۔ طول ۲ (ص ۵۰ ۔ ۵۲) الکلام فی ابی جناب الکلبی بمالافائده

احمد بن حنبل اسکو ضعیف قرار دیتا ہے اور ابن ابی حاتم کہتا ہے کہ اس سے احتجاج نہیں ہو سکتا اور بعض اسکی حدیث کو مضطرب کہتے ہیں اور ان تصریحات کے باوجود البانی کہتا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے اور یزید بن خصیفہ ثقہ حجت ثبۃ اور مامون ہیں لیکن البانی کے نزدیک اسکی حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسکی ہوا سے مخالف ہے حالانکہ آئمہ ناقدین نے بہترین الفاظ سے اسکی توثیق کی ہے توجو راوی آئمہ ناقدین کے نزدیک مجروح ہو تو البانی اسکی توثیق کرتا ہے کیونکہ توثیق اور تضعیف اسکے ہاتھ میں ہے اور اسکا شاگرد الزامی جرح کو نہیں سمجھتا ایسا اعتراض کرتا ہے جیسا کہ اس فن میں اندھا ہے اور اسکا یہ قول کہ یہ مسلم کا راوی ہے یہ اس پر مردود ہے کیونکہ یزید بن خصیفہ شیخین (بخاری و مسلم) اور امام مالک وغیرہ کے راوی ہیں تو البانی کے شاگرد کے نزدیک اس پر جرح کرنا کیسا مقبول ہے کیا اس کے آنکھوں پر پردے ہیں۔

کہتا ہے ۔۔۔۔ ۷ ۔۔۔۔ صفحہ ۵۰ ۔ ۵۲ میں ابو جناب کلبی پر بلافائدہ کلام لمبا کر دیا۔

فیہ مبینا ضعفہ وھذا ماقد بینہ الشیخ وضعفہ (تذییلہ ۱۳۲)

اقول العجب کل العجب علی تجاھل ھذا الرجل کیف یرتکب الحماقہ لانہ لایدری بکلام شیخہ لان الالبانی یقول ورجالھا ثقات غیرابی جناب الکلبی واسمہ یحیی بن ابی حیہ قال الحافظ فی التقریب ضعفوہ لکثرۃ تدلیسہ قلت وقد صرح ھھنا بالتحدیث فانتفت شبھہ تدلیسہ (۱/ ۱۰۷) الصحیحۃ فان الالبانی یضعفہ لاجل التدلیس ثم یوثقہ باثبات التحدیث فی ھذہ الروایہ وقلت ھناک والعجب کل العجب علی تجاھل الالبانی بانہ نقل الزام التدلیس من التقریب و ماطالع کتب التراجم والا لایتفوہ بھذا لانہ ضعیف متروک و منکر الحدیث و احادیثہ مناکیر لیس بالقوی و اثبت ضعفہ وکونہ متروکا من الضعفاء الصغیر وطبقات ابن سعد و کامل ابن عدی و ضعفاء الدار قطنی والجرح والتعدیل وضعفاء العقیلی وضعفاء ابن الجوزی وتھذیب الکمال والمغنی فی الضعفاء والمیزان

اور اسکی ضعف کو بیان کیا ہے اور یہ توشیخ (البانی) نے بھی بیان کیا ہے تذییلہ ۱۳۲

میں کہتاہوں کہ اس شخص کی تجاہل پر تعجب بر تعجب ہے کہ یہ شیخ کا کلام نہیں سمجھتا اور حماقت کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ البانی کہتا ہے کہ اسکی تمام راوی ثقہ ہیں سوی ابو جناب کلبی سے اسکا نام یحیی بن ابی حیہ ہے حافظ ابن حجر نے تقریب التھذیب میں اسکو زیادہ تدلیس کرنے کیوجہ سے ضعیف کیا ہے میں کہتاہوں کہ یہاں تحدیث (بیان) کیا ہے لہٰذا تدلیس کا اعتراض ختم ہوا الصحیحۃ ۱/ ۱۰۷، تو البانی تدلیس کیوجہ سے اسکو ضعیف کرتا ہے پھر تحدیث کیوجہ سے ثقہ کرتا ہے اور میں نے وہاں کہا ہے کہ تجاہل البانی پر تعجب بر تعجب ہے کہ اس نے تقریب التھذیب سے تدلیس کا الزام نقل کیا ہے اور اسماء الرجال کی کتابیں مطالعہ نہیں کئے ہیں ورنہ تدلیس پر تلفظ نہ کرتا کیونکہ یہ راوی ضعیف اور متروک منکر الحدیث احادیثہ مناکیر اور غیر ثقہ ہیں اور اسکی ضعیف اور متروک ہونا الضعفا الصغیر طبقات ابن سعد کامل ابن عدی ضعفاء الدارقطنی الجرح والتعدیل ضعفا العقیلی ضعفاء ابن الجوزی تھذیب الکمال المغنی فی الضعفاء میزان الاعتدال

والتهذيب فاثبت هناک خيانة الالباني و جهله لانه ليس على ابی جناب الكلبی الزام التدليس فقط كما ظن الالبانی بل هو ضعيف و متروک فكيف يرتكب تلميذه الغوی بان الشيخ ضعفه مع انه ضعفه لاجل التدليس ووثقه لاجل التحديث فانا بينت ضعفه مطلقا فاين كلامه من كلامی ولعل فائدة التطويل يعلمه العليل ان يخاف من رب جليل

وقال ۸۔ (ادعی ۵۸۔۵۹) اضطراب حديث محمد بن يوسف عن السائب بن يزيد وانه ورد احدی عشرة ركعة وورد ثلاث عشرة ركعة وورد احدی وعشرين ركعة وهذه غفلة منه عن تحقيق الاضطراب اذ لا يلزم من وجود الاختلاف اضطراب يوجب الضعف لان شرط الاضطراب ان تساوی الوجوه حيث يتعذر الترجيح او الجمع وهذا ههنا غير موجود وسنكتفی لاثباته بكلام المنتقد نفسه

اور تهذیب التهذیب سے ثابت کیا ہے اور وہاں میں نے البانی کی جہالت اور خیانت میں نے ثابت کی ہے کہ ابو جناب ہر فقط تدلیس کا الزام نہیں جیسا کہ البانی کا گمان ہے بلکہ یہ ضعیف اور متروک ہے سو اسکا ضعف مطلق بیان کیا ہے تو میرے کلام اور اس کے کلام میں کتنا فرق ہے اگر یہ آدمی اللہ تعالی سے ڈرتا ہو تو تطویل کا فائدہ سمجھ آئیگا۔

کہتا ہے ۸۔ (ص ۵۸۔۵۹) محمد بن یوسف کی روایت میں اضطراب کا دعوی کیا ہے کہ کبھی گیارہ رکعات کبھی تیرہ رکعات کبھی اکیس رکعات ذکر کرتا ہے یہ اضطراب کی تحقیق سے اسکی غفلت ہے کیونکہ وجود اختلاف سے ایسا اضطراب نہیں آتا جس سے ضعف آتا ہے کیونکہ اضطراب میں یہ شرط ہے کہ تمام وجوہ برابر ہو اور ترجیح اور جمع ممکن نہ ہو اور یہ یہاں موجود نہیں ہم تنقید کرنے والے کے کلام پر اکتفا کرتے ہیں۔

اذا ورد ثلاثه من الرواة الثقات رووا الاحدی عشرۃ رکعۃ عن محمد بن یوسف واورد رابعا یروی ثلاث عشرۃ رکعۃ والخامس یروی احدی وعشرین اقول فالکلام فی الثلاثه الاول واضح والرابع لیس فیه مخالفۃ اوتنا قض مع الرواۃ الثلاثۃ فلم یبق الاالرابع و هو عبدالرزاق فهل تقاوم روایته روایه اولئک الاکابر من الاثبات فاین الاضطراب المزعوم وبخاصۃ ان الحافظ ابن حجر ثبت ورجح روایه الثلاث عشرۃ رکعۃ ناقلا عن ابن اسحاق قوله (تذییله مع الکشف ۱۲۲۔۱۲۳)

اقول انا ایضا اکتفی بقول شیخه الالبانی بانه یثبت الاضطراب فی روایه یزید بن خصیفۃ بانه یقول تارۃ احدی وعشرین رکعۃ وتارۃ عشرین رکعۃ صلوۃ التراویح ۵۰۔ ۵۱

تین ثقات راویوں نے محمد بن یوسف سے گیارہ رکعات نقل کئے ہیں اور چوتھے راوی نے تیرہ رکعات نقل کئے ہیں اور پانچویں نے اکیس رکعات اور میں کہتا ہوں کہ اول میں بات واضح ہے اور چوتھی میں مخالفت نہیں اور نہ تناقص ہے تین راویوں سے تو چوتھا رہ گیا اور یہ عبدالرزاق ہے تو کیا اسکی روایت ان اکابر کی روایت سے برابر ہوگی تو گمان اور اضطراب کہاں ہے خاص کر حافظ ابن حجر تیرہ رکعات والی روایت کو ابن اسحاق سے نقل کرکے ترجیح دی۔ (تذییلہ مع الکشف ۱۲۲)

میں کہتا ہوں کہ میں اسکے شیخ البانی کے قول پر اکتفا کرتا ہوں کہ وہ یزید بن خصیفہ کی روایت میں اضطراب ثابت کرتا ہے کہ وہ کبھی اکیس اور کبھی بیس کی روایت کرتے ہیں صلوۃ التراویح ۵۰۔۵۱

ونحن ایضا نقول ان محمد بن یوسف یقول تارۃ احدی عشرۃ رکعۃ ویقول تارۃ ثلاثہ عشرۃ رکعۃ ویقول تارۃ احدی وعشرین رکعہ فثبت الاضطراب فی حدیثہ فسقط الاحتجاج بہ

اما قول تلمیذہ لیس فی الرابع مخالفۃ و تناقض مع الروات الثلاث فلم یبق الا الرابع فھذا من حماقتہ لانہ لایدری بالرابع والخامس فعلی کل حال قولہ مردود علیہ لان شیخہ یقول بان الزائد علی احدی عشرۃ رکعۃ بدعۃ مستقبحۃ ولما ثبت ثلاثہ عشرۃ رکعۃ من الحدیث الصحیح فبطل قول الالبانی فثبت المخالفۃ بین احدی عشرۃ رکعۃ وثلاثہ عشرۃ رکعۃ اما ماقال من التناقض فھو موقوف علی معرفہ قوانین علم المنطق وھو بعید منھا بمراحل ولایدری ھذا المسکین بان التناقض لیس بثابت بین احدی عشرۃ رکعۃ و عشرین رکعۃ سیما اذا

اور ہم بھی کہتے ہیں کہ محمد بن یوسف کبھی گیارہ رکعات اور کبھی تیرہ رکعات اور کبھی اکیس رکعات روایت کرتے ہیں تو اسکی حدیث میں اضطراب ثابت ہوا تو اس پر احتجاج کرنا صحیح نہیں۔

اور البانی کے شاگرد کا یہ کہنا کہ چوتھی روایت کا تناقض اور تعارض تین راویوں کی روایت سے نہیں تو صرف چوتھا راوی رہ گیا یہ اسکی حماقت ہے کیونکہ یہ چوتھا اور پانچواں نہیں جانتا بہر حال اس کا قول اس پر مردود ہے کیونکہ اس کا شیخ گیارہ رکعات سے زیادہ کو بدعت قبیحہ کہتے ہیں تو جب تیرا رکعات صحیح احادیث سے ثابت ہیں تو قول البانی باطل ہو گیا تو گیارہ اور تیرہ رکعات کے درمیان مخالفت ثابت ہو گئی اور وہ جو تناقض کے بارے کہا ہے یہ منطق کے قاعدوں پر موقوف ہے اور یہ شخص ان سے بہت دور ہے اس مسکین کو کیا پتہ ہے کہ تناقض گیارہ اور بیس رکعات کے درمیان بھی نہیں خاص کر جب

اختلف الزمان فارتفع التناقض لكن خفی علی العمیان

وقال ۹۔ کان من مرجحات شیخنا لروایه محمد بن یوسف عن السائب انه ابن اخته فرد علیه المنتقد بقوله (۶۰) ان الحافظ ابن عبدالبر قال ان ابن خصیفه ابن اخی السائب بن یزید کمامر مفصلا بحواله سیر اعلام النبلاء و تهذیب الکمال و تهذیب التهذیب فهو اقرب فی النسب قلت رجعت الی الحوالة المذکورة فماذا رایت (ص ۳۴) قول الحافظ ابن حجر۔ زعم ابن عبدالبر انه ابن اخی السائب فانظر کیف قبل الزعم وارتضاه واما السیر فرایت (ص ۳۴) قول الذهبی هو اخو السائب فهو اذا حفیده واما تهذیب الکمال فلم ار (ص ۳۵) ادنی اشارة الی هذه القرابه المدعاة فماذا نقول (تذبیله ۱۲۴)

زمانہ کا اختلاف ہو تو تناقض ختم ہوا لیکن یہ تو اندھوں پر پوشیدہ ہے۔

اور کہا ہے ۹۔ ہمارے شیخ نے محمد بن یوسف کی روایت کو ترجیح دینے سے یہ ہے کہ وہ اس کا بھانجا ہے تو تنقید کرنے والے نے اس قول (۶۰) سے تردید کی کہ حافظ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ ابن خصیفہ سائب بن یزید کا بھتیجا ہے جیسا کہ تفصیل سیر اعلام النبلاء اور تہذیب الکمال اور تہذیب سے گذر چکی ہے تو نسب میں یہ زیادہ قریب ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے مندرجہ بالا حوالہ جات کی طرف رجوع کر لیا تو میں نے کیا دیکھا صفحہ ۳۶ میں حافظ ابن حجر کا یہ قول دیکھا کہ ابن عبدالبر نے گمان کیا ہے کہ ابن خصفیہ سائب بن یزید کا بھتیجا ہے تو دیکھ گمان کو کیسا پسند کیا اور صفحہ ۳۴ میں سیر ذھبی کا قول دیکھا تو وہاں تھا کہ یہ خصیفہ، سائب بن یزید کا بھائی ہے تو ابن خصیفہ اسکا نواسہ ہو گیا اور صفحہ ۳۵ میں تہذیب الکمال کے حوالہ سے اس قرابت کی طرف معمولی اشارہ بھی نہیں دیکھا جو اس نے دعوی کیا ہے تو ہم کیا کہیں گے (تذییلہ مع الکشف ۱۲۴)

اقول لا ینبغی لمثل هذالغبی ان یسود الاوراق لانه لایعلم الفرق بین ابن اخیه۔ والحفید مع ان الحفید یقول لابن الابن کما فی لسان العرب ولما کان الخصیفهؒ والسائب اخوان فیزید بن خصیفه ابن اخیه السائب بن یزید لیسؓ هو حفید السائب نعم قد عبر عن ابن ابن اخیه بابن اخیه لکن خفی علی الغوی این الحفید وابن اخیه و اما ماقال ولم ارفی (۳۵) ادنی اشارة الی هذه القرابه فهو مردود علیه لانه ماتکلف لصفحه تهذیب الکمال والافیری القرابه حیث یقول الحافظ المزی ان خصیفه بن یزید والسائب بن یزید اخوان تهذیب الکمال ۴/ ۱۵۳۶النسخه المصورة

میں خان بادشاہ کہتا ہوں کہ ایسے غبی کو تو اوراق سیاہ کرنے کی ضرورت نہیں کہ بھتیجا اور نواسہ کے درمیان فرق نہیں سمجھتا حالانکہ نواسہ بیٹے کے بیٹے کو کہتے ہیں جیسا کہ لسان العرب میں ہے تو جب خصیفہ اور سائب بن یزید بھائی ہیں تو یزید بن خصفیہ سائب بن یزید کا بھتیجا ہو گیا اور یہ سائب بن یزید کا نواسہ نہیں البتہ بھائی کے بیٹے کے بیٹے سے کبھی بھائی کے بیٹے سے تعبیر کرتا ہے لیکن غبی پر خفی ہو گیا کہاں نواسہ اور کہاں بھتیجا اور یہ جو کہا ہے کہ صفحہ ۳۵ میں اس قرابت کو معمولی اشارہ میں نے دیکھا نہیں تو یہ اس پر مردود ہے کیونکہ اس نے تہذیب الکمال کا صفحہ کھولنے کی تکلیف نہیں کی ورنہ وہاں قرابت کو دیکھتا جیسا کہ حافظ مزی فرماتے ہیں کہ خصیفہ بن یزید اور سائب بن یزید دونوں بھائی ہیں تہذیب الکمال ۴/ ۱۵۳۶نسخہ مصورۃ

فثبتت القرابه وارتفعت الندامة فنحن ایضا نقول ماذا نقول

واما ما قال کیف قبل الزعم وارتضاه فهو مبنی علی جهله بالاحادیث والاصطلاحات لان الزعم لا یستعمل دائما فی المشکوک ولکذب بل یستعمل فی الامر المحقق ایضا کما روی الامام البخاری فی صحیحه عن الزهری فقال اخبرنی محمود بن الربیع و زعم انه عقل رسول الله صلی الله علیه وسلم (الحدیث) فارجع البصر ثم ارجع البصر ینقلب الیک البصر خاسنا وهو حسیر فهل تقبل ھهنا الزعم او ترد الحدیث الصحیح طالع فتح الباری ولسان العرب حتی ترجع عن اللهو واللعب وقد اشرت الیه لکن وقد قیل العاقل تکفیه الاشارة علاانی قلت هناک بان ماقال الالبانی بان محمد بن یوسف لاجل قرابه السائب بن یزید اعرف بروایته مردود علیه کما یعلم من الحدیث الصحیح

تو قرابت ثابت ہو گئی اور ندامت چلی گئی تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ہم کیا کہیں

اور یہ جو کہا ہے کہ زعم (گمان) کو کیسے پسند کیا تو یہ اس بات پر مبنی ہے کہ یہ احادیث اور اصطلاحات سے جاہل ہیں کیونکہ زعم کا لفظ ہمیشہ مشکوک اور جھوٹ میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ یقینی امر میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ امام بخاری نے اپنے صحیح میں امام زھری سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمود بن ربیع نے خبر دیا اور اس نے گمان (یقین) کیا الحدیث دیکھ تو پھر دیکھ تجھے نظر ذلیل اور تھکی ہوئی واپس ہو جائیگی کیا آپ یہاں صحیح حدیث بخاری میں زعم کو قبول کریں گے یا صحیح حدیث کی تردید کریں گے فتح الباری اور لسان العرب مطالعہ کریں تاکہ فضول واحیات سے رجوع کرو گے میں نے اشارہ کیا ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے علاوہ میں نے وہاں کہا ہے کہ البانی نے یہ جو کہا ہے کہ محمد بن یوسف قرابت کیوجہ سے یزید ابن خصیفہ سے روایت کو زیادہ جاننے والا ہے یہ اس پر مردود ہے جیسا کہ صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حیث قال رسول ﷺ لیبلغ الشاهد الغائب فان الشاهد عسی ان یبلغ من هو اوعی منه (الحدیث) ولما یمکن ان یکون الغائب اوعی من الحاضر فکک یمکن ان یکون البعید اعرف واحفظ من قریب فکیف اغمض تلمیذه عینیه فان کان الالبانی یرجح القرابۃ فابن الاخ اقرب من ابن الاخت کما لا یخفی علی من له مس مع علوم دینیه وان کان یعمل بالحدیث فترک هذه القرابه اولی فی رسالتہ المزخرفه وینبغی تلمیذه ان یثبت القرابۃ من المرجحات من کتب الائمۃ الاعلام والا یبقی علیه الملام

قال فرق (ص ۶۰) بین التهجد والتراویح وهو تفریق لا اصل له فی الشرع فیغنی سوقه عن رده (تذییله ۱۲۴)

اقول ولو علم بقوله لما تلفظ بترجیح القرابه لانه لا اصل له فی الشرع تدبر

جیسا کہ رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ حاضر غائب کو پہنچائے بسا اوقات غائب حاضر سے حدیث کا زیادہ حافظ ہو گا۔ (۶) تو جب یہ ممکن ہے کہ غائب حاضر سے زیادہ حافظ ہو تا ہے تو اسطرح ممکن ہے کہ نسب میں بعید زیادہ قریب سے حافظ ہو گا تو البانی کے شاگرد نے کیسے آنکھیں بند کئے ہیں اگر البانی قرابت کو ترجیح دیتا ہے تو بھتیجا بھانجا سے زیادہ قریب ہے جیسا کہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں جس کا علوم دینیہ سے واقفیت ہو اگر حدیث پر عمل کرتا ہے تو اس رسالہ میں قرابت کا ذکر کرنا مناسب نہیں تھا اور تلمیذ کو چاہیے کہ علماء کرام کے کتابوں سے قرابت کو بھی مرجحات سے ثابت کریں ورنہ اس پر ملامت رہی گی

کہتا ہے کہ صفحہ ۶۰ میں تہجد اور تراویح کے درمیان فرق کیا ہے اسکا شریعت میں کوئی اصل نہیں تو اسکی تردید کی ضرورت نہیں (تذییلہ ۱۲۴)

میں کہتا ہوں اگر یہ اپنی بات سمجھتا تھا تو قرابت کی ترجیح پر تلفظ نہ کرتا کیونکہ اس کا بھی شرع میں اصل نہیں فکر کر

واما ماقال بانه لااصل له فی الشرع فهو مردود علیه لان التهجد ثابت بنص القران و اما التراویح فهی ثابتۃ من الحدیث افلیست هذه التفرقه بین الصلوتین او اغمض العینین علاانی بینت هناک بانه وردفی الحدیث لایزید فی رمضان ولافی غیره علی احدی عشرة رکعۃ فان کان المراد من الحدیث التراویح فهل یقول هذا الرجل بوجود صلوة التراویح فی غیر رمضان اوصار من العمیان

قال ۱۱۔ رد (ص ۷۹) علی نقل شیخنا اعلال العینی والبیهقی لبعض الروایات بالانقطاع بین یزید بن رومان وعمرؓ بقوله باطل مردود ثم لم یصنع شیا الانه قال ولبئس ماقال وان هذه الروایۃ ضعیفۃ عند البیهقی فای حاجۃ الی التطبیق بل ینبغی ان یصرح بتضعیف هذه الروایۃ بانها ضعیفۃ لکنه قال سبحنک هذا بهتان عظیم قلت نعم یارب سبحنک هذا بهتان عظیم وتعدی علی العلم شدید اذ منهج البیهقی

اور یہ جو کہا ہے کہ اس کا شرع میں اصل نہیں تو اس پر مردود ہے کیونکہ تہجد قران کریم کی نص سے ثابت ہے اور تراویح حدیث سے ثابت ہے کیا یہ دونوں نمازوں میں فرق ثابت نہیں کرتا یا آنکھیں بند کرتا ہے علاوہ میں نے وہاں بیان کیا ہے کہ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اگر مراد حدیث سے تراویح ہو تو کیا بغیر رمضان بھی تراویح ہیں یا اندھا ہو گیا۔

کہتا ہے ۱۱۔ صفحہ ۷۹ میں ہمارے شیخ نے عینی اور بیہقی نے بعض روایات میں علت انقطاع بتائی ہے اسکی تردید کرتا ہے اس قول سے کہ یہ باطل اور مردود ہے پھر کچھ نہ کیا مگر کہا ہے برا کہا ہے کہ اگر یہ روایت بیہقی کے نزدیک ضعیف ہو تو تطبیق کی کیا ضرورت تھی بلکہ اسکو چاہیے کہ تصریح کرتا کہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن کہا ہے کہ سبحنک هذا بهتان عظیم میں کہتا ہوں یارب سبحنک هذا بهتان عظیم اور علم پر زیادتی ہے کیونکہ بیہقی کا طریقہ سنن کبری میں۔

معلوم فی سننه انه یتکلم علی الروایات ویطبق علیها (ثم یقول) واکتفی بضرب مثال واحد علی ذلک وهو قوله فی ۲ / ۴۹۷ من سننه تعلیقاعلی حدیث عائشه ؓ ام لمومنین کان رسول الله ﷺ یصلی اربع رکعات فی اللیل ثم یتروح فقال رحمه الله تفردبه المغیرة بن زیاد ولیس بالقوی وقوله ثم یتروح ان ثبت فهو اصل فی تروح الامام قانت تراه قد ضعف الروایه ثم علق علیها مستنبطا منها (تذییله ۱۲۵) اقول قوله مردود من وجوه اما اولا فانه قال اعلال البهیقی والعینی لبعض الروایات بالانقطاع مع ان الاعلال لیس مذکورافی کلامهما علی الروایات بالانقطاع بل الکلام علی روایه واحدة فمن این اخذبعض الروایات ' اماثانیافانی قلت بان البیهقی ماضعف

معلوم ہے کہ وہ روایات پر کلام کرتا ہے اور پھراس پر تطبیق کرتا ہے پھر کہتا ہے کہ میں ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں اور وہ بیہقی کا یہ قول ۲ / ۴۹۷ کہ حدیث عائشہ ام المومنین پر تعلیق کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں چار رکعات پڑھتے پھر آرام فرماتے تو بیہقی فرماتے ہیں کہ اس میں مغیرۃ بن زیاد متفرد ہے اور وہ قوی نہیں اگر یتروح (آرام فرماتے) ثابت ہو جائے تو امام کی استراحت اس سے ثابت ہو سکتی ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ بیہقی نے روایت کی تضعیف کی پھراس پر تعلیق اور اس سے استنباط کیا تذییلہ ۱۲۵

میں کہتا ہوں کہ اس کا یہ قول چند وجوہ سے مردود ہے اولا اس لئے کہ اس نے کہا ہے کہ عینی اور بیہقی روایات کے درمیان انقطاع کی علت بیان کرتے ہیں حالانکہ ان دونوں کے کلام میں انقطاع کی علت روایات میں نہیں بلکہ صرف ایک روایت میں ہے تو بعض روایات کہاں سے لئے ہیں دوم میں نے کہا ہے کہ امام بیہقی نے انقطاع کیوجہ سے اس روایت کو ضعیف نہیں کیا ہے۔

هذه الروایه بالانقطاع والذاجمع بین الروایتین بان الثلاث منها الوتر وان کانت الروایه ضعیفه عنده فای حاجه الی التطبیق وهذا الرجل یذکر مثالا ولایدری هذا لمسکین بمطابقته لان الامام البهیقی ذکر الحدیث ثم رد علیه بانه تفرد به المغیرة و لیس بالقوی و اما ماذکر من الحدیثین فما رد الامام البهیقی هناک بالانقطاع بل بین التطبیق فثبت من مثاله ما ادعینا ولایثبت منه مطلوبه قدرب

اما ثالثا انه ذکر اعلال شیخه بحواله البهیقی فقط وترک ماقاله الامام العینی لماذا فماذا نقول

اما رابعا فان الامام البهیقی یقول لن ثبت هذا یفید عدم الاثبات فلا یصح علیه التفریعات کما لا یخفی الاعلی من انکر من البدھیات

اسی وجہ سے دونوں روایتوں کے درمیان تطبیق کیا کہ تین اس میں سے وتر ہے اور بیس رکعات تراویح اگر آپ کے نزدیک روایت ضعیف ہو تو تطبیق کی کیا ضرورت تھی اور یہ مسکین تو مثال ذکر کرتا ہے اور مطابقت نہیں سمجھتا کیونکہ امام بھیقی نے حدیث ذکر کیا پھر اس پر رد کیا کہ اس میں مغیرہ متفرد ہے وہ قوی نہیں اور ماسبق جو دو روایات ذکر کئے ہیں (جس میں تراویح کا بیان ہے) وہاں انقطاع کیوجہ سے رد نہیں کیا بلکہ دونوں حدیثوں میں تطبیق بیان کی ہے تو اسکی مثال سے ہمارا دعوی ثابت ہوتا ہے اور اس سے اس کا مطلب ثابت نہیں ہوتا۔

سوم اس نے شیخ کا اعلال فقط بیھقی کا ذکر کیا ہے اور امام عینی نے جو فرمایا ہے اسکو چھوڑ دیا کیوں تو ہم کیا کہیں

چہارم امام بھیقی نے فرمایا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ثابت نہیں تو اس پر تفریعات صحیح نہیں جیساکہ یہ پوشیدہ نہیں سوا اس شخص پر جو بدھیات سے انکار کرتا ہے۔

قال ١٢ - ثم زاد هذا المنتقد حيث قال اماكون هذه الرواية منقطعا فليس هذا مستلزما لضعفها بقانون الالبانی ثم ماذا اخلط بين الموقوف والمنقطع و اورد امثلة من الموقوف جاعلا لها شواهد على تقوية المنقطع وعدم تضعيفه (تذبیله ١٣٦)

اقول قد ذكرنا هناك امثلة حيث يظهر منها الخلط بين الموقوف و المنقطع من شيخه لكن الحسد يعمى الانسان قال الالبانی تحت رقم ٢٤ رجاله ثقات الا انه منقطع بين عمرو وجده ابن عمرو هو وان كان موقوفا فله حكم المرفوع اذانه لايقال بمجرد الرای الصحيحة ١ / ٩٥ وقال الالبانی تحت رقم ٤٢٢ وهذ اسناد حسن الا انه منقطع بين سليمان وابن عمرو لكن الحديث بمجموع الطريقين حسن الصحية ٣ / ٤٠٩)

کہتا ہے ۱۲- پھر تنقید کرنے والے نے یہ زیادت کیا ہے کہ کہا ہے کہ اس روایت کا منقطع ہونا البانی کا قانون کے مطابق ضعف کو مستلزم نہیں پھر موقوف اور منقطع کے درمیان خلط کیا اور موقوف کے مثالیں لاکر منقطع کے تقویت اور عدم ضعف کے لئے شواہد بنائے ہیں- (تذبیلہ ۱۳۶)

میں کہتا ہوں کہ میں نے وہاں مثالیں ذکر کئے ہیں کہ جس سے اس کے شیخ کے نزدیک موقوف اور منقطع کے درمیان خلط واضح ہوتا ہے البانی رقم ۶۴ کے تحت کہتا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن عمرو اور اسکے دادہ کے درمیان انقطاع ہے یہ اگرچہ موقوف ہے اس کا حکم مرفوع جیسے ہے کیونکہ اس جیسے عقل سے نہیں کہا جاسکتا ہے الصحیحۃ ۱ / ۹۵ اور البانی رقم ۴۲۲ کے تحت کہتا ہے یہ اسناد حسن ہے مگر سلیمان اور ابن عمرو کے درمیان منقطع ہے لیکن حدیث مجموعہ طریقوں سے حسن ہے الصحیحۃ ۳ / ۴۰۹

فلينظر بنظر الانصاف بان الالبانی خلط بين الموقوف والمنقطع لکن اغمض عينيه عن خلط شيخه اويجوزله مالا يجوزلغيره فماذانقول واما ماذكرت من الامثلة فهی للموقوف والمنقطع والمرسل وهی تدل علی ان الالبانی يوثق المراسيل والمنقطعات والموقوفات و لايخاف من خالق الكائنات ولايعترض عليه تلميذه لانه جامع الخرافات

قال هذالرجل فقداخفی هذالمنتقد هداه الله لن الكلام علی هذاالاثر المنقطع كان فی الشواهد لا فی الاصول والحديث المشهود له صحيح لذاته فهل حديث ابن رومان هذا كک(تذبيله١٣٦)

اقول قد خفی علی المعترض هداه الله لان الالبانی ذكر تحت رقم ٣٢٢ وهذاليس فی الشواہد بل فی الاصول لكن ما

تو یہ بنظر انصاف دیکھ لیں کہ البانی نے موقوف اور منقطع کے درمیان خلط کیا ہے لیکن شیخ کے اختلاط سے اس نے آنکھیں بند کئے ہیں یا اسکے لئے جائز ہے جو دوسری کے لئے جائز نہیں تو ہم کیا کہیں وہ جو مثالیں میں نے ذکر کئے ہیں تو یہ موقوف اور منقطع اور مرسل کیلئے ہیں کہ یہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ البانی مرسل اور منقطع اور موقوف کی توثیق کرتا ہے یہ مخلوق کے پیدا کرنے والے سے نہیں ڈرتا اور اسکا شاگرد اس پر اعتراض نہیں کرتا کیونکہ یہ خرافات جمع کرنے والے ہیں۔

یہ آدمی کہتا ہے کہ تنقید کرنے والے کو اللہ ہدایت دے اس نے منقطع پر کلام کرنے کو پوشیدہ کیا ہے کیونکہ یہ شواھد میں ہے نہ کہ اصول میں اور جس کیلئے یہ شاہد ہے وہ باعتبار ذات صحیح ہے تو کیا ابن رومان کی حدیث اسی طرح ہے (تذبیلہ١٣٦)

میں کہتا ہوں کہ پوشیدہ ہو گیا معترض پر اللہ اسکو ہدایت دے کہ البانی رقم ٣٢٢ کے تحت جو ذکر کرتا ہے یہ شواہد نہیں بلکہ اصول میں ہے لیکن اسکے

توجه الیہ تلمیذہ وکک قال الالبانی للحدیث لمنقطع اسنادہ حسن ۱/۲۳۷ وھو فی الاصول طالع یا من لا تدری بھذا الفن رقم ۱۰۸۷ - ۷۱۶ - ۷۳۳ - ۱۱۹۹ - ۱۳۵۱ - ۱۳۹۰ - ۱۰۴۰ - ۳۳۸ من کتاب شیخک الالبانی ھذہ کلھا فی الاصول فکیف یرتکب تلمیذہ الجھالۃ - سبحنک ھذا بھتان عظیم فعلم مماذکرنا بان ھذا الرجل المعصوم یقول وقد اخفی العبد المذنب ان ھذا الحدیث فضلا عن غیرہ مما قبلہ اوبعدہ انما ھووارد فی الشواہد لا فی الاصول (۱۳۷) مردود علی رئیس الجھول لان الامثلۃ اللتی ذکرتھا من کتاب الالبانی فھی لیست فی الشواہد بل فی الاصول - فیحق لنا ان نقول ان مراسیلہ شبہ الریح فما قال تلمیذہ فھو امر قبیح -

---

شاگرد نے اسکی طرف توجہ نہیں کی اور اس طرح البانی حدیث منقطع کو کہتا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے ۱/۲۳۷ یہ اصول میں ہے نہ کہ شواہد میں مطالعہ کریں اے وہ شخص جو اس فن کو نہیں جانتے رقم ۱۰۸۷ - ۷۱۶ - ۷۳۳ - ۱۱۹۹ - ۱۳۵۱ - ۱۳۹۰ - ۱۰۴۰ - ۳۳۸ البانی کی کتاب سے یہ تمام اصول میں ہیں نہ کہ شواہد میں تو اسکا شاگرد کیوں جہالت کا ارتکاب کرتا ہے پاکی ہے تیری لئے یہ بڑا بھتان ہے تو مندرجہ بالا کلام سے معلوم ہو گیا کہ یہ معصوم آدمی نے جو کہا ہے گنہگار بندہ نے پوشیدہ کیا ہے یہ حدیث اور اس سے پہلے احادیث یہ شواہد میں ہیں نہ کہ اصول میں - (تذییلہ ۱۳۷)

یہ جہلا کے رئیس پر مردود ہے کیونکہ میں نے البانی کی کتاب سے جو مثالیں ذکر کی ہیں یہ شواہد نہیں بلکہ اصول میں سے ہیں تو ہمارا حق ہے کہ ہم کہدیں کہ اسکے مراسیل ریح کے شابہہ ہیں تو اس کے شاگرد نے جو کہا ہے یہ امر قبیح ہے -

قال ـ وقوله (ص ٨٦) وقد ذكرنا قبيل هذا بان الانقطاع ليس مستلزما لضعف الروايه وهو كلام يدل على معرفة" هذا الكاتب بعلم الحديث و مصطلحه فلا اطيل القول اوالرد عليه ـ (تذبيله ١٢٧ ـ ١٢٨)

اقول و قد اظهرت جهله و حماقته ولن يستطيع هوان يرد على هذا الكتاب الى يوم القيمة" ان شاء الله تعالى ردا علميا و اما قوله بانى لا اطيل الكلام فهو لا يستطيع لانه ماصنع شيافى الوريقات بل نقل من شيخه من الخرافات والواهيات

قال ١٧ ـ و مثل السابق تماما قوله (ص ٨٧) فقد مربان كون المرسل ليس دليلا لضعف هذه الروايه وهو كلام ركيك جدا علما ولغه ـ (تذبيله ١٢٨)

کہا ہے کہ یہ قول صفحہ ۸٦ کا کہ اس سے پہلے ہم نے ذکر کیا ہے کہ انقطاع روایت کی ضعیف ہونے کیلئے مستلزم نہیں تو یہ لکھنے والے کی معرفت اور علم الحدیث اور اس کی اصطلاح کی معرفت پر دلالت کرتا ہے تو اس پر میں کلام لمبا نہیں کرتا ۔ (تذبیلہ ١٢٧ ـ ١٢٨)

میں کہتا ہوں کہ میں نے اسکی جہالت اور حماقت واضح کیا اور ہرگز اسکی یہ طاقت نہیں انشاء اللہ تعالیٰ کہ قیامت تک اسکی تردید علمی کریں اور یہ قول کہ میں کلام کو لمبا نہیں کرتا یہ اسکی طاقت نہیں کیونکہ یہ چند اوراق میں اس نے کچھ نہیں کہا بلکہ اپنے شیخ سے خرافات واحیات نقل کئے ہیں۔

کہتا ہے ١٧ ۔ ماسبق جیسے کہ ٨٧ میں کہتا ہے کہ تحقیق گذر چکا ہے کہ مرسل ہونا روایت کی ضعیف ہونے کے لئے دلیل نہیں یہ علم اور لغت کے اعتبار نہایت رکیک کلام ہے ۔ (تذبیلہ ١٢٨)

اقول اباالله وایاته هل یقال لهذا بانه علم لانه یقول کلام رکیک علما ولغه بدون ای دلیل و برهان هل یقدر هوان یثبت من اللغه بانه کلام رکیک وهو لایعلم الفرق بین ابن الاخ والحفید لکنه یعترض علی لانه رجل عنید ...... فکیف کلام رکیک ان شیخه الالبانی یصحح المرسل والمنقطع والموقوف فلیس کلامه رکیک لانه یفعل مایشاء ویختار

قال ۱۸۔ ثم تکلم (ص ۸۸) بجهل بالغ بانیا کلامه علی ان قولهم اصح حدیثا یلزم منه تصحیح الحدیث (تذبیله ۱۲۸)

اقول لمالم یصنع شیا فالان شرع علی الافترافی اخر کلامه لانی مابنیت کلامی علی هذا بل اثبت حدیثا اولا ثم اثبت بان المرسل حجة عند الائمة الثلاثه طالع هناک فی القول المبین

میں کہتاہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکی آیات پر قسم کیا اسکو علم کہاجاتا ہے کہ یہ بغیر کسی دلیل کہتا ہے کہ یہ کلام علما اور لغت رکیک ہے کیا سکی طاقت ہے کہ اسکو لغت سے رکیک ثابت کریں یہ تو بھتیجا اور نواسے کے درمیان فرق نہیں سمجھتا لیکن مجھ پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ یہ عناد گرنے والا ہے یہ کیسا کلام رکیک ہے کہ اسکا شیخ البانی مرسل اور منقطع اور موقوف کی تصحیح کرتا ہے تو اسکا کلام رکیک نہیں کیونکہ اسکو اختیار ہے جیسا چاہے ویسا کرتا ہے۔

کہتا ہے ۱۸۔ پھر صفحہ ۸۸ میں زیادہ جہالت کیوجہ سے کلام اس پر مبنی کرتا ہے کہ یہ قول ان (محدثین) کا اصح حدیثا کہ اس سے حدیث کی تصحیح لازم آتی ہے۔ (تذبیلہ ۱۲۸)

میں کہتاہوں کہ جب اس نے کچھ نہ کیا تو آخر کلام میں افتراء کرنے لگا میں نے اس پر اپنا کلام مبنی نہیں کیا بلکہ میں نے حدیث کو ثابت کیا ہے پھر میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ تین آئمہ کرام کے نزدیک مرسل حجہ ہے قول مبین میں مطالعہ کر

قال ۱۹۔ (ص ۱۰۱) استلزم من قول المحدث رجاله ثقات ان الحديث صحيح فبا التالى فالانقطاع غير ضار وهو كلام لاوزن له كما تراه۔ (تذييله ۱۲۸)

اقول قد ارتكب الخيانه لانى وضحت هناك بان الالبانى يقول هذا اسناد حسن الا انه منقطع الصحيحة ۳ / ۴۰۹ فالحديث المذكور وان كان منقطعا لكنه حسن فلا وزن لكلام هذا الغوى وقد خالف بنفسه مما كتب فى تذييله ۱۲۱

قال الكلام فى الرد على العبد المذنب كثير كثيرا قتصر فيه على هذه النبذ بهذا الكلام اليسير (تذييله مع الكشف ۱۲۸)

کہتا ہے ۱۹۔ صفحہ ۱۰۱ میں جو ذکر کیا ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ محدث کہہ دیں کہ اسکی راوی ثقہ ہیں تو یہ حدیث صحیح ہو گئی تو انقطاع مضر نہیں اس کلام کا کوئی وزن نہیں جیسا کہ تو دیکھتے ہو تذییلہ ۱۲۸

میں کہتا ہوں کہ اس نے خیانت کا ارتکاب کیا میں نے وہاں واضح کیا کہ البانی کہتا ہے کہ اسکی اسناد حسن ہے مگر منقطع ہے الصحیحۃ / ۴۰۹ تو حدیث مذکورا گرچہ منقطع ہے لیکن حسن ہے تو اس غوی کے کلام کا وزن نہیں اور اسی طرح خود بخود اس بات سے خلاف کرتا ہے جو تذییل صفحہ ۱۲۱ میں ذکر کیا ہے۔

کہتا ہے کہ اس گنہگار بندہ کی تردید میں کلام بہت زیادہ ہے میں اس معمولی مقدار پہ کفایت کرتا ہوں۔ تذییلہ مع الکشف ۱۲۸

اقول الکلام علی خرافات ھذا الرجل المعصوم کثیر کثیر وانا اکتفی بھذا القدر ولاشک فیه ولا مریه بانه کذب و افتری وارتکب الخیانه والتلبیس لانه لیس فی استطاعته بل ولا فی استطاعة شیخه ان یرد واعلی ھذا الکتاب المملومن للالی والیواقیت ردا علمیا الی یوم القیمۃ ولله الحمد حمدا کثیرا والصلوۃ والسلام علی رسوله ارسله بشیرا ونذیرا وعلی اله واصحابه واتباعھم من الائمۃ المجتھدین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

یارب ان عظمت ذنوبی کثرۃ　　فلقد علمت بان عفوک اعظم
ان کان لا یرجوک الا محسن　　فمن یلوذ ویستجیر المجرم

من المولف خان بادشاہ

میں کہتا ہوں کہ اس معصوم آدمی کے خرافات پر کلام بہت زیادہ ہے اور میں اس مقدار پر اکتفا کرتا ہوں اور اس میں شک و شبہ نہیں کہ اس نے جھوٹ اور افترا کیا اور خیانت اور تلبیس کا ارتکاب کیا کیونکہ اسکی طاقت نہیں اور نہ اسکے شیخ کی طاقت ہے کہ اس کتاب کی علمی تردید قیامت تک کریں جو موتیوں سے بھری ہوئی ہے۔

اور خاص کر اللہ تعالی کیلئے صفات الوھیت ہیں اور نزول رحمت اور سلام ہو اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کو خوشخبری اور ڈرانے والا بھیجا ہے اور نزول رحمت ہو آپکی آل اور اصحاب اور اتباع آئمہ مجتھدین اور انکے اتباع پر قیامت تک

اے میرے رب میرے گناہ زیادہ ہیں اور تحقیق مجھے پتہ ہے کہ آپکا عفو کرنا بڑا ہے
اگر تجھ سے (مغفرت کی امید) نیکی کرنے والا کرتا ہے تو مجرم اور گنہگار کس سے پناہ مانگے گا۔

از مولف خان بادشاہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الشهاب الثاقب
على مجهول
النسب الكاذب

من تأليفات

خادم التوحيد والسنه خان بادشاه بن شاندي قل بن مسعود
بن محمود غفر الله لهم الودود

نزيل دولة قطر ص ب ١٨٢١/1821 تلفون ٨١٤٣٥٤/814354

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحرف الاول

الفت کتابامشتملا بالیواقیت والدرر
اثبت فیه التراویح العشرین بالاخبار والاثر
رددت فیه علی الالبانی بالدلائل والبراهین
واثبت شذوذه و مخالفته عن ائمه الدین
وقد شذ و افتری و خالف عن سنن الابرار
وما وجدت له فی التوثیق والتضعیف القرار
وما اردت به توهینه بل کنت له ناصحا
لان الالبانی فی هذه المسئلة للجبل کان ناطحا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے یہ کتاب لکھی جو موتیوں اور جواہر پر مشتمل ہے
میں نے بیس تراویح اخبار اور آثار سے ثابت کئے ہیں
البانی کی تردید میں نے دلائل سے کی ہے
اور اسکا تفرد اور شذوذ ائمہ دین سے ثابت کیا ہے
اس نے شذوذ اختیار کیا ہے اور افترا کر کے نبی ﷺ کی احادیث سے مخالفت کی ہے
اور توثیق راوی اور تضعیف کرنے میں اس کا کوئی ثابت قدمی نہیں رہتی
میں اس کتاب سے اسکی توہین نہیں کرتا بلکہ اس کو نصیحت کرتا ہوں
کہ البانی اس مسئلہ میں پہاڑ کو ٹکر مارنے والا ہے

احمد الله واشکره بانه ماوفق احدا للجواب
وان یتصدی له احد فیقع علیه العتاب ثم العتاب
وقد ارتکب الحماقه فی سبع صفحات مجهول النسب
و افتری و حرف وتکلم بلا تهذیب ولا ادب
وما کتب علیها اسمه لئلا یتضح خذ لانه فی العوام
لکن اتضح خذ لانه تحریفه للخواص والعوام
وقد سرق من رسالة شیخه المجتهد الالبانی
ولذا ماتری فی صفحاته من المقاصد والمعانی
وقد نسی خذ لانه عند الرجال
وصار مبهوتا و اذله الله الفعال

میں اللہ تعالیٰ کا حمد اور شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ نے جواب کرنے کا کسی کو توفیق نہ دی
اگر کوئی جواب کیلئے آگے ہوتا ہے تو اسی پر عتاب بر عتاب کرتا ہے
سات صفحات میں ایک مجہول النسب نے حماقت کا ارتکاب کیا
افترا اور تحریف کر کے بدون تہذیب اور آدب گفتگو کی
اور ان سات صفحات پر اپنا نام اس لئے نہ لکھا تاکہ عوام میں شرمندہ نہ ہو جائے
لیکن یہ عوام اور خواص کے ہاں شرمندہ ہو گیا
اور گر اس نے اپنے شیخ البانی کے رسالہ سے چوری کی
اسی وجہ سے اسکے صفحات میں کوئی مقصد اور معنی نہیں دیکھیں گے
اور آدمیوں کے نزدیک شرمندگی بھول گیا
اور یہ متیحر ہو کر اللہ تعالیٰ فعال نے ان کے سامنے ذلیل کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لانبى بعده وعلى اله واصحابه الكرام امابعد

فيقول خادم التوحيد والسنه خان بادشاه بانى رايت سبع صفحات وسودها من لا اعرف اسمه و ما نبه عليها اسمه لاجل التدليس والتلبيس واراد مجهول النسب نصر الالبانى فى زعمه الفاسد لكن ما صنع شيا من نفسه بل نقل من رسالة الالبانى و حرف فى كلامى ثم الزم الخيانة على الامين صاحب القول المبين ولن يقدر مجهول النسب بل ولاشيخه ان يشبتو الخيانه فى مراجع الكتاب الى يوم القيمة وليس مقصوده من تسويد الاوراق الا ايقاع الوسواس فى صدور الناس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام الوهیت کے صفات صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور رنزول رحمت اور سلام اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کے بعد دوسرا نبی نہیں آتا اور رنزول رحمت آپکے آل اور صحابہ کرام پر ہو بعد حمد اور صلوۃ کے کہنا ہے خادم التوحید والسنہ خان بادشاہ کہ میں نے سات صفحات دیکھیں جس کو ایسے شخص نے کالے کئے تھے جس کا نام مجھے معلوم نہیں اور تدلیس اور تلبیس کیوجہ سے اس پر نام نہیں لکھا تھا اور اپنے فاسد گمان کے مطابق البانی کی امداد کا ارادہ کیا تھا لیکن اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا بلکہ البانی کے رسالہ سے نقل کیا اور میرے کلام میں تحریف کیا اور آمین صاحب القول المبین (راقم الحروف) پر خیانت کا الزام لگایا اور نہ اس مجہول النسب کی طاقت ہے اور نہ اسکے شیخ البانی کی کہ قیامت تک مراجع میں خیانت ثابت کریں اور ان اوراق سیاہ کرنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالدیں۔

وهذا الرجل جاء یوما مع الرجلین الاخرین قبل طباعة القول المبین وسال عنی اثبات بعض الرواۃ الذین وثقهم الائمة النقاد و ضعفهم الالبانی ذوالعناد فوضحت له من کتب التراجم فصار مبهوتا کما سیجئی ان شاء الله تعالی مفصلا لکن وقد صدق رسول الله ﷺ اذالم تستحی فافعل ماشئت ومع هذا الخذ لان یکتب سبع صفاحات کانه یعد نفسه عالما مع انه لایعلم بکلام عربی فصیح ثم العجب علیه بانه خالف العهد بانه سیحضر یوم الجمعۃ حتی اتضع له شذوذ الالبانی لکنه وعدو خالفه وما جاء فی سنوات لعله نسی الحدیث وفیه علامۃ النفاق اذاوعد خلف الحدیث تدبر

اور یہ مجہول النسب القول المبین کی طباعت سے پہلے دیگر دو آدمیوں کے ساتھ میرے پاس آئے تھے اور مجھ سے اس بات کو ثابت کرنے کے بارے میں پوچھا کہ جن راویوں کو ائمہ ناقدین نے توثیق کیا ہو اور عنادوالہ البانی نے ضعیف کیا ہو تو میں نے اسماء الرجال کے کتابوں سے وضاحت کی تو یہ حیران رہ گئے جیسا کہ تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آجائے گی لیکن رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ جب تو بے حیا ہو جائے تو جو چاہتے ہو کر اس شرمندگی کے باوجود سات صفحات سیاہ کردیے ہیں گویا کہ اپنے آپکو یہ عالم سمجھتا ہے حالانکہ یہ عربی فصیح نہیں جانتا پھر اس پر تعجب ہے کہ اس نے خلاف وعدہ کیا کہ یہ بروز جمعہ میرے پاس آئے گا تاکہ میں البانی کا شذوذ اور تفرد ثابت کروں لیکن وعدہ کیا اور خلاف کیا اور کئی سال سے میرے پاس نہ آیا شاید اس حدیث کو بھول گیا ہے جس میں وعدہ کے خلاف کرنے والے علامت نفاق بتایا ہے فکر کر

ایھا المفتری اسمع مقالتی اذکرکم الخذلان والبھتان برسالتی
اما تستحی بالکذب والزور اولیس لک خوف من یوم النشور

قال مجھول النسب اولا ما یتعلق بامانته فی النقل واثبات انه غیر امین فی نقله بل مدلس ظاہر التدلیس و التلبیس قال و ھذا کالاجماع من غیر نکیر منکر و مع ھذہ التصریحات اجترا الشیخ الالبانی و قلد التدلیس و التلبیس المبارکنوری والضعانی۔ (الصفحہ۱)

اقول لنعه الله علی الکاذبین المحرفین انه حرف مثل الیھود و النصاری لانی ماذکرت فی القول المبین لفظ قلد التدلیس والتلبیس

اے مفتری میری بات کی طرف توجہ کر ○ میں اس رسالہ کے ساتھ آپکو آپکی شرمندگی اور بھتان یاد دلاتاہوں ○ کیا تجھے جھوٹ اور بھتان سے شرم نہیں آتی ○ یا قیامت کے دن سے تجھے خوف نہیں

مجھول النسب کہتاہے اول بات یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ نقل میں امین نہیں بلکہ ظاہر تدلیس و تلبیس کرتا ہے کہتاہے اور یہ اجماع جیساہے (کہ تراویح بیس رکعات ہیں) کسی انکار کرنے والے نے انکار نہیں کیا ان تصریحات کے باوجود شیخ البانی نے جرات کی ہے اور تدلیس اور تلبیس میں مبارکپوری اور صنعانی کی تقلید کی ہے۔ الصفحۃ۱

میں کہتاہوں کہ جھوٹوں اور تحریف کرنے والوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہو اس نے یھود اور نصاری جیسے تحریف کیاہے کیونکہ میں نے القول المبین میں قلد التدلیس والتلبیس ذکر نہیں کیا ہے۔

طالع ۳۱۳ یا مجهول النسب فقد ذقت جزاء الکذب ارجع البصر ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وهو حسیر۔ ایها المفتری کتبت هناک الاان هذه اقوال الائمۃ من الاحناف والشوافع والحنابلۃ والمالکیۃ تنادی باعلی نداء بان عدد التراویح العشرین ثابتۃ عن سنن الخلفاء الراشدین المهدیین رضی الله عنهم وقد صرحوا بان المشهور فی الصحابه والتابعین والائمۃ المجتهدین کان العمل بالعشرین وعلیه العمل شرقا وغربا وعلیه جری عملا سلف الصالحین فهذا کالاجماع من غیر تکبیر منکر ومع هذه التصریحات اجترالشیخ الالبانی وقلد محمد بن اسماعیل الصنعانی المتوفی ۱۱۸۲ھ صاحب سبل السلام وقلد عبدالرحمان المبارکپوری المتوفی ۱۳۵۳ھ صاحب تحفۃ الاحوذی۔ القول المبین ۳۱۳

مطالعہ کریں صفحہ ۳۱۳ یا مجہول النسب جھوٹ کا بدلہ آپکو ملا نگاہ اٹھا کر دیکھ پھر دوبارہ بار بار نگاہ اٹھا کر دیکھ تجھے نظر تھکی ہوئی ذلیل واپس ہو جائے گی۔

اے مفتری میں نے وہاں لکھا ہے کہ خبردار یہ احناف اور شوافع اور حنابلہ اور مالکیہ کے اقوال ہیں کہ تراویح بیس رکعات خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں کہ سنت سے ثابت ہیں اور انہوں نے تصریح کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین الائمہ مجتہدین رحمہم اللہ میں بیس رکعات پر عمل تھا اور اس پر مشرق اور مغرب میں سلف صالحین کا عمل بغیر کسی انکار کرنے والے کے جاری تھا اور یہ اجماع جیسا ہے اور ان تصریحات کے باوجود شیخ البانی نے جرات کر کے محمد بن اسماعیل صنعانی متوفی ۱۱۸۲ اور عبد الرحمن مبارکپوری متوفی ۱۳۵۳ کی تقلید کی القول المبین ۳۱۳

فیثبت من ھذا انک محرف لست بامین فی النقل ومن حفر بیر الاخیه فقد وقع فیه واحسن ماقیل۔

الجھل قبل الموت موت لاھله + واجسامھم قبل القبور قبور

علاان مجھول النسب ترک التنقید علی ثلاثمائۃ صفحۃ لماذا والحقیقه انه یعلم بعلم الیقین بان شیخه لمالم یستطع جواب ھذا الکتاب فمثل ھئولاء الجھلاء کیف یجیبون نعم مقصوده تشویش اذھان المسلمین ولذا ارتکب التدلیس والتلبیس

قال مجھول النسب کالاجماع فلایفید شیأ فانه ان کان اجماعا فلا یجوز مخالفته والامر لیس کک ومن اظھر الادلۃ ان احدامن الائمۃ العتبرین لم یدع اجماع الامه علی ذلک (الصفحه ۱)

تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ تو محرف ہے اور نقل کرنے میں امین نہیں جو اپنے بھائی کیلئے کنواں کھودتا ہے وہ خود گرتا ہے کیا خوب کہا گیا ہے۔

جہالت مرنے سے پہلے گھروالوں کیلئے موت ہے اور ان کے ابدان قبروں سے پہلے قبریں ہیں

علاوہ مجہول النسب نے تین سو صفحات پر تنقید کیوں چھوڑ دیا اور حقیقت یہ ہے کہ اسکو یقینی معلوم ہے کہ اسکا شیخ اس کتاب کا جواب نہیں کرسکتا تو اس جیسے جاہل کیا جواب دیں گے البتہ اس کا مقصود مسلمانوں کے ذہنوں کو مشوش کرنا ہے اسی وجہ سے تدلیس اور تلبیس کیا۔

مجہول النسب کہتا ہے کہ یہ جو کہا ہے کہ یہ اجماع جیسا ہے یہ تو مفید نہیں کیونکہ اجماع کی مخالفت جائز نہیں اور بات اس طرح نہیں اس پر واضح دلیل یہ ہے کہ جو ائمہ معتبر ہیں انہوں نے امت کا اجماع کا دعوی (بیس رکعات پر) نہیں کیا۔ (صفحہ ۱)

اقول ا بالله و ایاته هل یعلم هذا الغوی بالکتاب او یعلم الفرق بین الاجماع اوکالاجماع اوهویعلم بان الاجماع الذی یدعیه له وجود خارجی اوهویدری بان مخالفه الصنعانی و المبارکفوری والالبانی یفید نقض الاجماع ایها الغوی قد ذکرت هناک بان الامام الشافعی یقول احب الی عشرون لانه روی عن عمر رضی الله عنه وکک یقومون بمکه ویوترون بثلاث کتاب الام ۱/ ۱۴۲ وقال الامام علاوالدین ان عمر جمع اصحاب رسول ﷺ فی شهر رمضان علی ابی بن کعب فصلی بهم کل لیله عشرین رکعة ولم ینکر علیه احد فیکون اجماعا بدائع الصنائع ۱/ ۲۸۸

وقال الامام القسطلانی هوالذی علیه الجمهور انه عشرون رکعة ارشاد الساری ۲/ ۴۲۸

وقال الامام الزیلعی بعدبیان الادله لصار اجماعا تبیین الحقائق ۱/ ۱۷۸

میں کہتاہوں کہ آپکو اللہ تعالی اور آپکی آیات کی قسم کہ یہ غوی سرکش کتاب جانتا ہے اور یا اجماع اور اجماع جیسا میں فرق سمجھتا ہے اور یا جس اجماع کا یہ دعوی کرتا ہے اسکاوجود خارجی ہے اور یا یہ جانتا ہے کہ صنعانی اور مبارکپوری کی مخالفت اجماع کیلئے توڑنے والی ہے اے سرکش میں نے وہاں ذکر کیا کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مجھے بیس رکعات (تراویح) پسند ہیں کیونکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی گئی ہے اور اس طرح مکہ معظمہ میں بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے کتاب الام ۱/ ۱۴۲

اور امام علاؤالدین فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے رسول اللہ کے صحابہ کرام کو ابی بن کعب پر جمع کیا وہ ہر رات بیس رکعات ان کو پڑھاتے تھے اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا تو یہ اجماع ہوا (بیس رکعات تراویح پر) بدائع الصنائع ۱/ ۲۸۸

اور امام قسطلانی فرماتے ہیں جس پر جمہور ہیں وہ بیس رکعات ہیں ارشاد الساری ۲/ ۴۲۷

امام زیلعی دلائل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ اجماع ہوگیا (بیس رکعات پر) تبیین الحقائق ۱/ ۱۷۸

- وقال الامام ابن نجیم وعلیه عمل الناس شرقاوغربا بحرالرائق ۲ / ۷۲
- وقال الامام الخوارزمی ومارويناهوالمشهوربين الصحابه والتابعين الكفايه ۱ / ۴۰۷
- وقال الامام ابن عابدین وهوقول الجمهوروعمل الناس شرقاوغربا ردالمختار ۱ / ۵۲۰
- وقال الامام النوری وبه قال ابو حنیفه واصحابه وداود وغیره ونقله القاضی عیاض عن جمهور العلماء المجموع شرح المهذب ۴ / ۳۳-۳۴
- وقال الامام الشعرانی واستقرالعمل علی ذالک فی الامصار کشف الغمۃ ۱ / ۱۳۶
- وقال الامام ابن قدامۃ وذاکالاجماع واجمع الصحابه فی عصره المغنی ۱ / ۷۹۹
- وقال الامام الحصنی اجمع الصحابه معه علی ذلک کفایه الاخیار ۱ / ۱۷۲
- وقال الامام المرداوی هکذاقال اکثرالاصحاب الانصاف فی معرفه الراجح من الخلاف ۲ / ۱۸۰
- وقال شیخ الاسلام ابن تیمیه هوالذی یعمل به اکثر المسلمین مجموع الفتاوی ۲۲ / ۲۷ طالع ۲۳ / ۱۲۰
- وقال الامام سلیمان عشرون رکعه فی قول اکثرالعلماء هاش المقتع ۱ / ۱۸۲

- امام ابن نجیم فرماتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح پر مشرق اور مغرب میں عمل ہے۔ بحرلرائق ۲ / ۷۲
- امام خوارزمی فرماتے ہیں کہ جو ہم نے بیس رکعات روایت کی ہے یہ صحابہ اور تابعین میں مشہور تھیں الکفایہ ۱ / ۴۰۷
- امام ابن عابدین فرماتے ہیں کہ یہ جمہور کا قول ہے اور مشرق اور مغرب میں اس پر عمل ہے ردالمختار ۱ / ۵۲۰
- امام نوری فرماتے ہیں اس پر امام ابوحنیفہ اور آپکے تابعدار اور داوود وغیرہ نے قول کیا ہے اور قاضی عیاض جمہور علماء سے بیس رکعات تراویح نقل کئے ہیں المجموع شرح المهذب ۴ / ۳۳-۳۴
- امام شعرانی فرماتے ہیں بیس تراویح پر عمل کرنا تمام شہروں میں کشف الغمۃ ۱ / ۱۳۶
- امام ابن قدامہ فرماتے ہیں یہ اجماع جیسا ہے اور صحابہ کرام نے اپنے زمانے میں اسی پر اجماع کیا ہے المغنی ۱ / ۷۹۹
- امام حصنی فرماتے ہیں صحابہ کرام کا اس عمر کے ساتھ اجماع ہے کفایہ الاخیار ۱ / ۱۷۲
- مرداوی فرماتے ہیں اکثر اصحاب نے اس پر قول کیا ہے انصاف ۲ / ۱۸۰
- شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یہ بیس رکعات وہ ہیں جس پر اکثر مسلمانوں کا عمل ہے مجموع الفتاوی ۲۲ / ۲۷۲، مطالعہ کریں ۲۳ / ۱۲۰
- امام سلیمانی فرماتے ہیں اکثر علماء کے نزدیک بیس رکعات ہیں ہامش المقتع ۱ / ۱۸۲

○ وقال شيخ الاسلام ابن عبدالبر المالكی استحب جماعةٌ من العلماء السلف الصالحين بالمدينه عشرين ركعةً الكافی فی فقه اہل المدينة ١/ ٢٥٦

○ قال الامام الدردير جرى عليه العمل سلفا وخلفا الشرح الكبير ١/ ٣٠٥

○ قال الامام علی القاری اجمع الصحابه علی ان التراويح عشرون ركعة المرقاة ٢/ ٧٥

○ قال العلامه الجزری وقد بين فعل عمر رضی الله عنه ان عددها عشرون ركعة انه جمع الناس اخيرا علی هذا العدد فی المسجد ووافقه الصحابةُ علی ذلک ولم يوجد مخالف ممن بعدهم كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ١/ ٢٣١

هكذا ذكرت كيثرا من اقوال الائمة الاعلام فی القول المبين طالع هناک حتی تعلم بكذب مجهول النسب فهولا سلفنا و خلفنا كلهم قائلون بالتراويح العشرين فهل يمكن للرجل الغوی ان يذكر قولا واحد البدعيةُ التراويح العشرين من السلف الصالحين واما قول الضغانی

○ شیخ الاسلام ابن عبد البر فرماتے ہیں سلف صالحین سے علماء کی جماعت نے مدینہ منورہ میں بیس رکعات تراویح مستحب سمجھے ہیں الکافی ١/ ٢٥٦

○ امام ابن دردیر فرماتے ہیں سلف اور خلف کا اس بیس رکعات پر عمل ہے الشرح الکبیر ١/ ٣.٥

○ امام علی قاری فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں المرقاۃ ٢/ ٧٥

○ علامہ جزری عمر رضی اللہ عنہ کے فعل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ تراویح کی تعداد بیس رکعات ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آخیر میں اس عدد پر مسجد میں لوگوں کو جمع کیا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے اس پر اتفاق کیا اور ان کے بعد کسی نے مخالفت نہیں کیا کتاب الفقہ ١/ ٢٤١

اسی طرح بہت سے علماء کرام کے اقوال میں نے وہاں قول مبین میں ذکر کئے ہیں وہاں مطالعہ کریں تاکہ آپکو مجہول النسب کا جھوٹ معلوم ہو جائے یہ ہمارے سلف اور خلف تمام بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں تو کیا اس سرکش کی طاقت ہے کہ سلف صالحین سے ایک کا قول بیس رکعات کی بدعیت کیلئے ذکر کریں اور صنعائی (بارھویں صدی)

والمباكغوری والالبانی مع تصریحات الائمۃ الاعلام لا یسمن ولا یغنی من جوع فھل یمکن لھذا الغبی ان یرد اجماع ھئولاء الاعلام باقوال ھذہ الشرذمۃ القلیلۃ ھل یقال لھذا علم اوجھل مرکب بانہ ینظر ھذہ التصریحات ثم ینکر ویظھر للناس بان مولف القول المبین ماذکر قولا واحدا عن السلف الصالحین للاجماع والمطابق ماقیل فی الفارسیہ۔

(انکس کہ نداند وندانذ کہ نداند + درجھل مرکب ابدالدھر بماند

من لم یعلم بعدم علمہ بانہ یعلم فھو یکون فی جھل مرکب دائما فھل یقدر شیخہ الالبانی ان یاتی بقول واحد من الصحابہ رضی اللہ عنھم لبدعیۃ التراویح العشرین بل لن یقدر ان یاتی بقول واحد من المجتھدین

اور مبارکپوری (چودھویں صدی) کے اقوال ان ائمہ کرام کے مقابلہ میں بلا فائدہ ہیں تو کیا یہ غبی بڑے بڑے ائمہ کرام کے اقوال اور اجماع کو معمولی جماعت (غیر مقلدین) سے رد کر سکتا ہے یہ علم ہے یا جہل مرکب کہ یہ تمام تصریحات دیکھ کر کے پھر بھی انکار کرتا ہے اور لوگوں کو ظاہر کرتا ہے کہ قول مبین کے مصنف نے اجماع کے لئے سلف صالحین سے ایک قول بھی نقل نہیں کیا ہے جو فارسی شعر میں کہا گیا ہے وہ اس کے ساتھ مطابق ہے۔

کہ جو شخص خود نہیں جانتا اور اپنے نہ جاننے کو بھی نہیں جانتا تو وہ ہمیشہ جہل مرکب میں رہے گا

کیا شیخ البانی کی یہ طاقت ہے کہ بیس رکعات تراویح کی بدعت ہونے کیلئے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک قول پیش کریں بلکہ نہ ائمہ مجتہدین

ولامن المحدثين ولا من فقها ائمة الدين هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين قال مجهول النسب من غير نكير منكر فقد انكره مالک وابن العربی و المبارکفوری والصنعٔانی کما نقله شیخنا الالبانی و کتم بعضه المذکور و تجاهل قول مالک وابن العربی لانه من ائمه السلف و اوهم ان القول بالبدعیة قول محدث ولیس کک (الصفحه ا)

اقول وبالله استعین واعوذ به من شر الحاسدین قوله باطل ومردود بوجوه اما اولا فانی قد ذکرت اقوال الائمة الاعلام من الصحابه والمجتهدین والمحدثین وفقها ائمة الدین ومع هذه التصریحات ینکر هذا الغوی ویفتری علی الامام مالک بانه قائل بدعیه التراویح العشرین وهو من السلف الصالحین سبحنک هذا بهتان عظیم و ان شیخه الالبانی ما اثبت قول الامام مالک

اور نہ محد ثین اور نہ فقہاء وائمہ دین سے ایک قول بیس رکعات تراویح کی بدعت ہونے کیلئے پیش کر سکتے ہیں لاؤ دلیل اگر تم سچے ہو۔

مجہول النسب کہتا ہے کہ امام مالک اور ابن العربی اور مبارکپوری اور صنعانی نے بیس تراویح سے انکار کیا ہے جیسا کہ ہمارے شیخ البانی نے نقل کیا ہے اور اس نے بعضوں کو چھپایا اور قول مالک اور ابن العربی سے تجاہل کیا ہے اور (امام مالک) سلف سے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ وھم ڈالا کہ بیس رکعات کی بدعیت پر قول کرنا نیا ہے اور اس طرح نہیں۔ (الصفحہ ا)

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالی ہی سے امداد مانگتا ہوں اور اسی کے ساتھ حسد کرنے والوں کے حسد سے پناہ مانگتا ہوں مجہول النسب کا قول چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے اول اس لئے کہ میں نے بڑے بڑے علماء صحابہ رضی اللہ عنھم اور ائمہ مجتہدین اور محد ثین اور فقہا و ائمہ دین کے اقوال ذکر کئے ہیں اور ان تصریحات کے باوجود یہ سرکش انکار کر کے امام مالک پر افتراء باندھتے ہیں کہ وہ سلف صالحین سے تھے وہ بیس رکعات تراویح کی بدعت ہونے پر قائل تھے اے رب پاک ہے تیرے لئے یہ بڑا بھتان ہے اسکے شیخ البانی نے امام مالک کا قول ثابت نہیں

فکیف یفتری علیه لان الالبانی ذکر قول رجل مجهول بانه انتسب الجویری الی الامام مالک حیث قال قال السیوطی فی المصابیح فی صلوۃ التراویح ۲/ ۷۷ من الفتاوی وقال الجویری من اصحابنا من مالک انه قال الذی جمع علیه عمربن الخطاب احب الی وھو احدی عشرۃ رکعه رسالہ صلوۃ التراویح ۷۵ للالبانی ثم یقول الالبانی فی الحاشیه ولا ادری ای ھئولاء الثلاثه اراد السیوطی حاشیۃ علی صفحه ۷۵ ' ان الالبانی بیّن اسماء اثلاثه ثم وضح الالبانی بانه لایدری من المراد بالجویری فی کلام سابق للسیوطی فی ظنه الفاسد فایھا الغوی ھل اثبت شیخک الالبانی قول الجویری المجھول عن الامام مالک وشیخک الالبانی لا یعلم الجویری فکیف یثبت من الرجل المجھول قول الامام مالک یا رئیس الجھول

تو مجھول النسب اس پر کس طرح افتراء کرتا ہے کیونکہ البانی نے نامعلوم جویری کا قول ذکر کیا کہ اس نے امام مالک کو نسبت کیا ہے اس طرح کہا ہے کہ سیوطی نے المصابیح فی صلوۃ التراویح ۲/ ۷۷ میں کہا ہے کہ جویری (ہمارے شوافع سے) امام مالک سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے فرمایا ہے کہ جس پر عمر رضی اللہ عنہ (صحابہ رضی اللہ عنھم) کو جمع کیا ہے وہ مجھے بہتر ہے وہ گیارہ رکعات ہیں صلوۃ التراویح رسالہ البانی ۷۵ پھر البانی حاشیہ میں لکھتا ہے کہ مجھے یہ پتہ نہیں کہ سیوطی نے تین آدمی جویری کے نام سے ہیں کونسا جویری مراد لیا ہے حاشیہ بر صفحہ ۷۵ تو البانی نے جویری کے نام سے تین آدمی بتائے ہیں اور پھر اپنے گمان فاسد سیوطی کے قول میں جو جویری بتاتے ہیں وہ اسکو معلوم نہیں تو اسے مجھول النسب سرکش کیا البانی نے جویری مجھول کا قول امام مالک سے ثابت کیا ہے تیرے شیخ البانی کو جویری کا پتہ نہیں کہ یہ کون ہیں تو اسے جھلاء کے رئیس مجھول (نامعلوم) شخص کے قول سے امام مالک کا قول کیسے ثابت ہوتا ہے۔

فهل انا کتمت قول الامام مالک اولیس لهذا القول ثبوت من الامام مالک کما اقر به الالبانی بل اقول ان الالبانی ارتکب التدلیس والتلبیس حیث قال قال السیوطی فی المصابیح لان هذا القول ذکره السیوطی فی المصابیح وهو قول السبکی طالع الفتاوی ا / ۱۵۰ لعل الالبانی ما ذکر اسم الکتاب الحاوی بل قال من الفتاوی لاجل هذ التدلیس تدبر اما ثانیا فان السبکی وان ذکر قول الجویری المجهول المذکور کک ذکر قوله الاخر له حیث قال قال الجویری ان عدد الرکعات فی شهر رمضان لاحد له عند الشافعی لانه نافلة و لما لم یکن حد معلوم للتراویح عند الامام شافعی فی شهر رمضان لانه نافله فرد قوله بقوله کما یرد قول الالبانی بقوله لان الالبانی قائل باحدی عشرة رکعة ویعد الزیادة علیها بدعة فاین قوله من قوله

توکیا میں نے امام مالک کا قول چھپایا تھا یا اس قول کا ثبوت امام مالک سے نہیں ہے جیسا کہ البانی نے اس پر اقرار کیا ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ البانی نے تو تدلیس اور تلبیس کیا ہے کیونکہ یہ قول جویری کا سبکی کا قول ہے اور سیوطی نے فتاوی حاوی ا / ۱۵۰ میں ذکر کیا ہے یہ سیوطی کا قول نہیں جیسا کہ البانی نے کہا ہے شاید البانی نے اسی وجہ سے الحاوی کا نام نہیں ذکر کیا (تاکہ کوئی وہاں نہ دیکھ لیں) بلکہ کہا ہے کہ فتاوی میں سیوطی نے کہا ہے

دوم۔ اگر امام سبکی نے جویری مجھول کا یہ قول ذکر کیا ہے تو اس نے اسکا دوسرا قول بھی ذکر کیا ہے کہتا ہے کہ جویری کہتا ہے کہ ماہ رمضان میں امام شافعی کے نزدیک رکعات کی تعداد کا حد (اندازہ) نہیں کیونکہ یہ نفل ہیں تو جب ماہ رمضان میں امام شافعی کے نزدیک رکعات تراویح کا حد نہیں کیونکہ یہ نوافل ہیں تو جویری کا سابقہ قول اس قول سے مردود ہو گیا جیسا کہ البانی کا قول اس قول سے مردود ہو گیا کیونکہ البانی گیارہ رکعات سے زیادہ کو بدعت کہتا ہے تو کہاں جویری کا قول اور کہاں البانی کا قول

واما ثالثا فان السبکی یقول بعد کلام مذکور ومال ابن عبدالبر الی روایه ثلاث وعشرین بالوتروان روایه مالک فی احدی عشرة وهم

فکیف لایعمل الالبانی بقول الامام ابن عبدالبر المالکی ویعمل یقول الجویری المجهول لان قوله موافق لهواه واما قول الامام ابن عبدالبر المعلوم مخالف عن هواه

واما رابعا فان السبکی یقول الا ان هذا امر یسهل الخلاف فیه فان ذلک من النوافل من شاء اقل ومن شاء اکثر ولعلهم فی وقت اختارو تطویل القیام علی عدد الرکعات فجعلوها احدی عشرة وفی وقت اختاروا عدد الرکعات فجعلوها عشرین وقد استقر العمل علی هذا انتهی کلام السبکی الحاوی فی الفتاوی ۱ / ۳۵۰ فالالبانی یعد الزیادة علی احدی عشرة

سوم امام سبکی مندرجہ بالا کلام کے بعد فرماتے ہیں کہ امام ابن عبد البر ۲۳ رکعات کی طرف مائل ہیں (بیس رکعات تراویح اور تین وتر) اور امام مالک کا گیارہ رکعات والی روایت وھم ہے

تو البانی امام ابن عبد البر المالکی کے قول پر عمل کیوں نہیں کرتا کہ جویری مجھول کے قول پر عمل کرتا ہے کیونکہ یہ اسکی خواہش کے مطابق ہے اور امام ابن عبد البر معلوم کا قول اسکی خواہش سے مخالف ہے

چہارم امام سبکی کہتا ہے کہ خبردار اس معالہ میں خلاف اسانی ہے کیونکہ یہ نوافل سے ہیں جو چاہیں زیادہ پڑھیں جو چاہیں کم پڑھیں شاید انہوں نے گیارہ رکعات طول قیام کی وجہ سے پسند کئے ہو اور بعض اوقات میں رکعات کی کثرت کو پسند کر کے بیس رکعات تراویح کئے ہو اور اس بیس رکعات تراویح پر عمل ہمیشہ کیلئے ہو گیا ہے کلام سبکی ختم ہوا الحاوی فی الفتاوی ۱ / ۳۵۰ اور البانی گیارہ رکعات سے زیادہ کو

بدعه ضلالة والسبکی یقول استقر العمل علی عشرین فیرد قوله قول غیر المقلدین ولذا ترک الالبانی قوله لانه مخالف عن هواه

اما خامسا فان الحدیث المنقطع لیس بحجة عند الالبانی فقول الجویری المجهول حجه وبرهان لاثبات بدعیة التراویح العشرین هذا عدل غیر المقلدین یسمون انفسهم بالسلفیین

اما سادسا ان الجویری المجهول من الشافعیة اعلم بمذهب الامام مالک اوشیخ الاسلام ابن عبدالبر المالکی المتوفی ۴۶۳ھ والامام سلیمان الباجی المالکی المتوفی ۴۷۴ھ وغیرهما من مقلدی الامام مالک بینوا بالدلیل ایها العلیل ' فثبت مما ذکرنا ان انتساب هذا القول الرجل المجهول الی الامام مالک خطاء فالامام مالک وان کان من السلف لکن لیس هو

گمراہی کہتے ہیں اور امام سبکی بیس رکعات تراویح پر عمل کرنا ہمیشہ کیلئے سمجھتے ہیں تو اسکا قول غیر مقلدین کے قول کی تردید کرتا ہے اسی وجہ سے البانی نے اس کا قول چھوڑ دیا کہ وہ اسکی خواہش سے مخالف ہے۔

پنجم البانی کے نزدیک حدیث منقطع حجت نہیں اور جویری مجہول کا قول بیس رکعات کی بدعت ہونے کے لئے حجت ہے یہ غیر مقلدین کا عدل اور انصاف ہے یہ اپنے آپکو سلفی کہتے ہیں

ششم جویری مجہول شوافع سے حضرت امام مالک کا مذھب اچھی طرح جانتے ہیں یا شیخ الاسلام ابن عبدالبر المالکی المتوفی ۴۶۳ھ اور حضرت امام سلیمان باجی مالکی متوفی ۴۷۴ھ وغیرہ جو امام مالک کے مقلدین ہیں اے بیمار دلیل سے بیان کر تو مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ جویری مجہول کا قول امام مالک کی طرف منسوب کرنا خطاہے تو امام مالک اگرچہ سلف (صالحین) سے ہیں

بقائل ببدعیه التراویح العشرین وهذا من افتراء غیر المقلدین علی ائمة الدین فثبت مما ذکرنا ان الزام الکتمان للغوی علیّ باطل مردود علی المجهول اما قول ابن العربی من القرن السادس فلا یفید الالبانی لانه یقول واما صلوة النبی ﷺ فلم یکن لها حد واما اللتی بعد ذلک فروی مالک ان ابی بن کعب کانه یقوم باحدی عشرة رکعةً وخالفه الناس فقالوا احدی وعشرین رکعةً وروی مالک ایضا انهم کانوا یقومون فی زمن عمر بثلاث وعشرین رکعةً وروی ابن القاسم عن مالک سبع وثلاثین وقال هو الامر القدیم والصحیح ان یصلی احدی عشرة رکعةً صلوة النبی ﷺ وقیامه واما غیر ذلک من الاعداد فلا اصل له ولا حدفیه فاذالم یکن بدمن الحدفما کان النبی ﷺ مازادالنبی ﷺ فی رمضان ولافی غیره علی احدی عشرة رکعةً وهذه

لیکن یہ بیس رکعات بدعیت پر قائل نہیں یہ ائمہ دین پر غیر مقلدین کا افتراء ہے تو مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ مجھ پر غوی کا چھپانے کا الزام جاہلوں پر مردود اور باطل ہے اور جو قول ابن العربی چھٹے صدی سے یہ البانی کے لئے مفید نہیں کیونکہ وہ کہتا ہے کہ نبی ﷺ کی نماز کا اندازہ (حد) نہیں اور جو آپ کے بعد کا ہے تو امام مالک نے روایت کیا ہے کہ ابی بن کعب گیارہ رکعات سے قیام فرماتے تھے اور لوگوں نے اس سے خلاف کیا ہے فرمایا ہے کہ اکیس رکعات سے قیام فرماتے تھے اور امام مالک نے یہ روایت کیا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۲۳ سے قیامکرتے تھے اور ابن قاسم امام مالک سے ۳۷ کی روایت بھی کیا ہے فرمایا ہے کہ یہ پرانا عمل ہے اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعات سے قیام کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اور نماز تھی اور اسکے سوا کا کوئی اصل نہیں اور نہ اس میں کوئی حد اور اندازہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور بغیر رمضان گیارہ رکعات سے زیادہ قیام نہیں فرماتے اور یہ

الصلوة هی قیام اللیل فوجب ان یقتدی فیها بالنبی ﷺ عارضة الاحوذی ۴ / ۱۹ فاول کلامه واخره یدل علی انه بعدد قیام اللیل ولیس النزاع بیننا وبینکم فیه لان النزاع فی التراویح وهو یقول ما زاد النبی ﷺ فی رمضان ولا فی غیر علی احدی عشرة رکعة ولیست التراویح فی غیر شهر رمضان فمن این یثبت مطلوب العمیان علا انا نثبت التراویح العشرین من سنن الخلفاء الراشدین المهدیین وقال النبی ﷺ علیکم بسنتی و سنه الخلفاء الراشدین کما وضحت فی القول المبین فما هو مطلوبنا فلا یرده کلام ابن العربی وما هو یرده فلیس بمطلوبنا تدبر ولو سلم بان ابن العربی من القرن السادس قائل بما تقوله شرزمۃ قلیلۃ فلا یسمن ولا یغنی من جوع لان قول ابن العربی بمقابلة الامام ابی حنیفه المتوفی ۱۵۰ھ والامام مالک المتوفی ۱۷۹ھ والامام الشافعی

نماز قیام اللیل (تہجد) ہے تو واجب ہے کہ تہجد میں آپکی پیروی کی جائے عارضۃ الاحوذی ۴ / ۱۹ تو ابن العربی کا اول اور آخیر کلام دونوں اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ نماز تہجد کے بارے بیان کرتا ہے اور ہمارے اور آپکے درمیان اس میں جھگڑا نہیں کیونکہ جھگڑا تو تراویح میں ہے اور ابن العربی فرماتا ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان اور بغیر رمضان گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے اور تراویح تو بغیر رمصان کے نہیں ہوتے تو اندھوں کا مطلب کہاں سے ثابت ہوا علاوہ ہم بیس تراویح خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں سے ثابت کرتے ہیں اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کی اتباع جیسا کہ میں نے القول المبین میں واضح کیا ہے تو جو ہمارا مطلب ہے اسکا ابن العربی رد نہیں کرتا اور جسکا رد کرتا ہے وہ ہمارا مطلوب نہیں اگر بالفرض ہم مان لیں کہ ابن العربی چھٹے صدی کا اس پر قائل ہیں جس پر یہ تھوڑے لوگ قائل ہیں تو یہ بھی ان کو مفید نہیں کیونکہ ابن العربی کا قول امام ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ اور امام مالک متوفی ۱۷۹ اور امام شافعی

المتوفي ۲۰۴ھ والامام احمدبن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ بمنزله العدم فی نفسه کمالا یخفی علی من له ادنی مسکة من العلوم الدینیة.

علا ان الالبانی یتبع القرن السادس ولایتبع خیر القرون ومع هذا یسمی نفسه بالسلفی واما الصنغانی من القرن الثانی عشر والمبارکفوری من القرن الرابع عشر فلا اعتبار لهما بمقابله الائمه المجتهدین والمحدثین وفقهاء ائمة الدین ولن یقدر الالبانی ان یذکر قولا واحدا من الصحابة والائمة المجتہدین والمحدثین وفقهاء الدین لاثبات بدعیة التراویح العشرین الی یوم القیمة فثبت ماقلنا من الاجماع علی ان التراویح العشرین ثابته من جمیع ائمة الدین فبطل قول الحاسدین الذین یلزمون علی الراکعین الساجدین

متوفی ۲۰۴ اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ کے مقابلہ میں نیست اور نابود جیسا ہے کہ ابن العربی کا قول کا سرے سے وجود نہیں بلکہ ان حضرات کے مقابلہ میں معدوم ہی ہے۔ جیساکہ پوشیدہ نہیں ان لوگوں پر جن کا علوم دینیہ سے تعلق ہو۔

علاہ البانی چھٹے صدی کا اتباع کرتا ہے اور خیر القرون کا اتباع نہیں کرتا اور اسکے باوجود اپنے آپکو سلفی کہتا ہے اور صنغانی بارھویں صدی والا اور مبارکیوری چودھویں صدی والا کے اقوال ائمہ مجتہدین اور محدثین اور فقہاء ائمہ دین کے مقابلہ میں کوئی اعتبار نہیں اور البانی کی کوئی طاقت نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ اور محدثین اور فقہا دین رحمہم اللہ سے بیس رکعات بدعیت کے لئے قیامت تک ایک قول پیش کرے تو حسد کرنے والوں کا الزام ان لوگوں پر باطل ہے جو ماہ رمضان میں بیس رکعات میں رکوع اور سجدہ کرتے ہیں جبکہ الزام لگانے والوں کے پہلو لیٹنے سے تھک جاتے ہیں

فی شہر رمضان بالتراویح العشرین اذا استثقلت المضاجع باالطاعنین کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الاکذبا

قال مجھول النسب قولہ ۳۱۳ فالالبانی یفتی بضلالۃ الخلفاء الراشدین المھدیین و الائمۃ المجتہدین قلت ھذا ظاہر البطلان فانہ لم یحکم علی معین ببدعۃ وضلالۃ بل حکم علی الفعل علا انہ لم یثبت عندہ قول الخلفاء الراشدین فکیف تلزمہ بقولہ مالم یلتزمہ (الصفحہ ۲)

اقول قولہ باطل مردود لا ناقد اثبتنا بالادلۃ بان عدد التراویح العشرین ثابتۃ من الخلفاء الراشدین المھدیین وکک عمل بھا الائمۃ المجتھدون و اتباعھم من المحدثین و فقھاء ائمۃ الدین ولما کان الالبانی قائلا ببدعیۃ التراویح العشرین فیلزم منہ انتساب الضلالۃ الی الخلفاء الراشدین والصحابۃ

اور یہ بری بات ہے جو یہ لوگ منہ سے نکالتے ہیں یہ جھوٹ بولتے ہیں

مجھول النسب کہتا ہے یہ قول ۳۱۳ کہ البانی نے خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں اور آئمہ مجتہدین پر گمراہی کا فتویٰ لگایا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ ظاہر طور پر باطل ہے کیونکہ البانی نے خاص پر فتوی بدعت اور گمراہی کا نہیں لگایا ہے بلکہ فعل (عمل کرنے) پر فتوی (گمراہی کا) لگایا ہے علاوہ البانی کے نزدیک خلفاء راشدین کا قول ثابت نہیں اس میں اس پر کس طرح الزام لگاتے ہو جو وہ تسلیم نہیں کرتا۔(الصفحہ ۲)

میں (خان بادشاہ) کہتا ہوں کہ اس کا قول باطل اور مردود ہے کیونکہ ہم نے دلائل سے یہ ثابت کیا کہ بیس رکعات تراویح خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں سے ثابت ہیں اور اسی طرح اس پر آئمہ مجتہدین اور ان کے اتباع محدثین اور فقہا ائمہ دین نے عمل کیا ہے تو جب البانی بیس رکعات کو بدعت کہتے ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ گمراہی کی نسبت خلفاء راشدین اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم

اجمعین بل الی جمیع ائمة الدین لان قیام المبدأ بالشئی علة لحمل المشتقی علیه فهل هذا الزام او التزام اولیس للالبانی فی التحقیق زمام

واما قول مجهول النسب فانه لم یحکم بمعین فهو مرمی مع الحلوا فی فیه لانه لایعلم بالفرق بین المعلوم والمجهول الیس عدد التراویح فعلا معلوما تدبر لایرد ههنا الایراد

اما قول مجهول النسب بانه لم یثبت عنده فهو مردود علیه لان الالبانی مع هذه الدلائل الواضحة ینکر عن الاثبات فکانه ینکر عن وجود البدهیات وان الالبانی ان ینکر عن السماء والجبال والاشجار والنبتات فهل یقول مجهول النسب بعدم وجودها هذه حماقه بینة لان الکتب الدینیه مشحونة بصحة اسانید هذه الروایات اللتی فیها اثبات التراویح العشرین

بلکہ تمام ائمہ دین کو کرتا ہے کیونکہ کسی چیز کے ساتھ مبداء کا قیام مشتقی کے قیام کے لئے علت ہے تو یہ الزام ہے یا التزام (تسلیم کرنا) یا البانی کی تحقیق کا لگام نہیں

اور مجہول النسب کا یہ قول کہ البانی نے معین پر حکم نہیں لگایا ہے تو یہ قول حلوی کے ساتھ منہ پر مارا گیا ہے اور کیا تراویح فعل معلوم نہیں فکر کریہاں ہم پراعتراض وارد نہیں ہوتا۔

اور مجہول النسب کا یہ قول کہ بیس تراویح البانی کے نزدیک ثابت نہیں یہ اس پر مردود ہے کیونکہ البانی ان واضح دلائل کے ساتھ بیس تراویح کی اثبات سے انکار کرتا ہے یہ تو بدھیات کے وجود سے انکار کرنا ہے اگر البانی آسمان اور پہاڑوں اور درختوں اور گھاس کے وجود سے انکار کریں تو کیا مجہول النسب کہے گا کہ یہ چیزیں موجود نہیں یہ واضح حماقت ہے کیونکہ دینی کتابیں ان روایات کی اسانید کی صحت سے بھری ہوئی ہے جن میں بیس تراویح

من الخلفاء الراشدين المهديين وائمه الدين ومع هذا يقول مجهول النسب بعدم ثبوتها عند شيخه الالبانی

ایضاً الغوی هل لقول الجویری المجهول وابن العربی ثبوت وان كان قولهما ثابتا فهل هما افضل من الخلفاء الراشدين والصحابةؓ والائمۃؒ المجتہدین وائمة الدين وهل يجوز تقليد هما للالبانی بدون حجةٍ وبرهان وهل يجوز للالبانی تقليد الصنغانی والمباركفوری لكن لا يجوز تقليد ائمۃ المتهدين فقط هذا بعيد عن الانصاف

قال مجهول النسب ان لازم المذهب ليس بمذهب (الصفحه ۲)

اقول فعليه ان يبين مقصود هذه العبارة الفصيحه الفضيحهٗ لانه ضرب النغمه فی الطنبور

قال مجهول النسب هذه صفحه واحدة فكيف بهذ الكتاب السمين الغليظ

خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں اور آئمہ دین سے ثابت ہے اور اس کے بعد مجہول النسب کہتا ہے کہ البانی کے نزدیک ثابت نہیں

اے غوی ۔ جویری مجہول اور ابن عربی کے اقوال کا ثبوت ہے اگر بالفرض ان دونوں کے اقوال ثابت بھی ہو جائیں تو کیا یہ دونوں خلفاء راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور ائمہ مجتہدین اور ائمہ دین رحمھم اللہ سے بہتر ہیں اور ان دونں کی تقلید البانی کو بلا حجت اور دلیل جائز ہے اور صنعانی اور مبارکپوری کی تقلید البانی کے لئے جائز ہے لیکن صرف ائمہ مجتہدین کی تقلید جائز نہیں یہ تو انصاف سے بہت دور ہے

مجہول النسب کہتا ہے کہ مذھب کا لازم مذھب نہیں (صفحہ ۲)

میں کہتا ہوں اس پر لازم ہے کہ اس فصیح عبارت جو اسکو شرمندہ کر رہی ہے کا مطلب بیان کریں کیونکہ اس نے ستار میں سریلی آواز ماری

مجہول النسب کہتا ہے یہ ایک صفحہ ہے تو کیا حال ہے اس بڑے موٹے کتاب

المحشو باغاليط وركام من السباب والشتائم ومن ذلک افتراء علی الشیخ الالبانی انه قال من یصلی التراویح العشرین فهو مبتدع ضال فلم یقل بذلک ولذلک لم یستطع ان یعزو العزاء الی الصفحة۔ (الصفحة ۲)

اقول هذه اغلاط صفحة واحدة لمجهول النسب فکیف تسوید الاوراق الاخری لکذب المفتری الشتام المحرف ناقض العهد المتین و ناصر للالبانی المسکین اما الزام الافتراء فهو مردود علیه کما مر بان قیام المبدأ علة لحمل المشتق علیه فینبغی ان یتاسف علی عینیه لان من یفعل فعل الضلالة فیکون ضالا ومن یفعل فعل البدعة فهو مبتدع ومن یفعل فعل الشرک فهو مشرک ولو کان من یصلی التراویح العشرین متبع السنة فلا حاجة للالبانی تسوید الاوراق

کتاب کا جو غلطیوں اور گالیاں گلوچ سے بھری ہے ان میں سے ایک اسکا شیخ البانی پر افتراء ہے کہ اس نے کہا ہے کہ جو بیس تراویح پڑھتا ہے وہ مبتدع اور گمراہ ہے اس نے یہ نہیں کہا ہے اسی وجہ سے اسکی طاقت نہیں کہ کس صفحہ کی طرف نسبت کرے (صفحہ ۲)

میں کہتا ہوں کہ یہ مجہول النسب کے ایک صفحہ کی غلطیاں ہیں تو کیا حال ہو گا باقی اوراق سیاہ کرنے والے کا جو جھوٹا افتراء اور تحریف کرنے والا اور وعدہ کو توڑنے والا اور البانی سکین کا امداد کرنے والا ہے۔

اور جو افتراء کا الزام لگایا یہ اس پر مردود ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کیونکہ مصدر کا قیام کسی مشتق کے ساتھ یہ مشتق کے حمل کرنے کے لئے علت ہے تو اسکو چاہیے کہ اپنی آنکھوں پر افسوس کرے کیونکہ جو گمراہی کرتا ہے تو وہ گمراہ ہوتا ہے اور جو شخص بدعت کا کام کرتا ہے تو وہ مبتدع ہوتا ہے اور جو شرک کرتا ہے وہ مشرک ہوتا ہے اگر جو شخص بیس تراویح پڑھتا ہو تو وہ سنت کا تابع ہو تو البانی کو ضرورت نہیں تھی کہ ان اوراق کو سیاہ کرتے۔

واما قول مجهول النسب ولذلک لم يستطع ان يعزو فهو مردود عليه لانه ماقرأ رسالة الالبانی ويتکلم بدون بصيرة فينبغی ان يقرأ رسالته حيث يقول الالبانی اما اقتصاره عليه السلام علی الاحدی عشرة رکعة دليل علی عدم جواز الزيادة عليها (صلوة التراويح للالبانی ۲۲)

ثم ذکر قول مجالس الابرار وفيه حديث کل بدعة ضلالة وحديث کل عمل ليس عليه امرنا فهو رد (صلوة التراويح ۳۴)

ويقول من احدث شيا يتقرب به الی الله تعالی من قول اوفعل فقد شرع فی الدين مالم ياذن به الله فعلم ان کل بدعة فی العبادة البدنيه المحضة لاتکون الا سيئة (صلوة التراويح ۳۵)

ويقول ان الزيادة علی صلوة التراويح احری بالمنع من الزيادة علی سنن الرواتب (صلوة التراويح ۲۱)

اور مجهول النسب کا یہ کہنا کہ صفحہ ذکر کرنے کی طاقت نہیں تو یہ اس پر مردود ہے کیونکہ اس نے البانی کا رسالہ مطالعہ نہیں کیا اور بغیر بصیرت بات کرتا ہے تو اسکو چاہیے کہ اس کا رسالہ مطالعہ کریں کہ البانی کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جو گیارہ رکعات (التراویح) پر اکتفا کیا ہے وہ اس پر دلیل ہے کہ گیارہ پر زیادت جائز نہیں (صلوۃ التراویح ۲۲) پھر مجالس الابرار کا قول ذکر کیا ہے اور اس میں حدیث ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر عمل کرنا جس پر میرا امر نہ ہو وہ مردود ہے (صلوۃ التراویح ۲۴)

اور کہتا ہے کہ جس شخص نے ایسی چیز کی ایجاد کی خواہ قول ہو یا فعل جس سے اللہ تعالی کو نزدیکی مقصود ہو تو اس نے دین میں ایسی چیز نافذ کی جس کا امر اللہ تعالی نے نہیں کیا پس اس سے معلوم ہوا کہ عبادت بدنیہ محضۃ میں ہر نئی چیز بدعت ہے۔ (صلوۃ التراویح ۲۵)

اور کہتا ہے کہ تراویح میں (گیارہ رکعات سے زیادہ کرنا ایسا منع کرنے کا مستحق ہے جیسا کہ کوئی سنن موکدہ میں زیادہ کرنا منع کا مستحق ہے۔ (صلوۃ التراویح ۲۱)

ثم یعد ھذا الزیادۃ مثل من یصل الظھر خمسا و سنۃ الفجر اربعا و کمن یصلی برکوعین وسجدات۔(صلوۃ التراویح ۲۲)

ویقول الالبانی کما تبین انہ علیہ السلام لم یصلہا الا احدی عشرۃ رکعۃ فھذا کلہ مما یمھدلنا السبیل لنقول بوجوب التزام ھذا العدد وعدم الزیادۃ علیہ ثم ذکر حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔(صلوۃ التراویح ۷۵)

ویقول جوجب الاخذ بھا وترک بمایخالفھا ونحن نری ان الزیادۃ علیھا مخالفۃ لان الامر فی العبادات علی التوقیف والاتباع لا علی التحسین والابتداع۔(صلوۃ التراویح ۷۶)

ثم ذکر قول الجویری وابن العربی والصنعانی بانہ یقول ان عدد

پھر البانی گیارہ تراویح سے زیادہ پڑھنے والے کو اس جیسے کہتا ہے کہ جس نے ظہر کی نماز پانچ رکعات اور صبح کی سنت کو چار رکعات پڑھی ہو یا دو رکوع اور سجدوں سے ایک رکعات پڑھی ہو۔ (صلوۃ التراویح ۲۲)

اور البانی کہتا ہے جیسا کہ واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعات تراویح پڑھتے تھے یہ ہم کو یہ بتایا ہے کہ ہم کہیں کہ اسکا التزام واجب ہے (گیارہ رکعات پڑھنا واجب ہے) اور اس پر زیادتی جائز نہیں پھر حدیث ذکر کیا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔ (صلوۃ التراویح ۷۵)

اور کہتا ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اسکے خلاف چھوڑنا (واجب) ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس سے زیادہ پڑھنا خلاف (شریعت) ہے۔

کیونکہ عبادات میں امر توقیف اور اتباع پر ہے اور تحسین اور بدعت پر نہیں۔ (صلوۃ التراویح ۷۶) پھر جویری اور ابن العربی اور صنعانی کا قول ذکر کیا ہے کہ یہ کہتا ہے کہ تراویح

العشرين بدعه قال ۲ / ۱۱ / ۱۲ وليس فی البدعة ما يمدح بل كل بدعة ضلالة صلوه التراويح ۸۰ فمع هذه التصريحات كيف ينكر الغوی عن عدم العزو فهل مع هذه التصريحات ضرورة الی الصفحات اليس له خوف من خالق الكائنات مع ان خلاصه ما

يقول الالبانی بان من يصلی التراويح عشرين ركعة فقد شرع فی الدين مالم ياذن به الله وان الزيادة علی احدی عشرة ركعة لاتجوز ومن يصلی عشرين ركعة كمن يصلی الظهر خمس ركعات وسنه الفجر اربع ركعات ويقول انها بدعة سية ومن يصلی عشرين ركعة فهو مخالف لسنة رسول الله صلی الله عليه وسلم ثم يثبت بقول الصنعانی و المباركفوری بدعية التراويح العشرين فمع هذه التصريحات يطلب منا الغوی

کی تعداد بیس رکعات بدعت ہے (صنعانی) کہتا ہے ۲ / ۱۱ / ۱۲ کہ بدعت میں ایسی چیز نہیں کہ جس کی صفت بیان کی جائے بلکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ صلوۃ التراویح ۸۰

توان تصریحات کے باوجود غوی انکار کرتا ہے کہ اس نے صفحہ کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے تو کیا ان تصریحات کے باوجود صفحات کی ضرورت ہے کہ اس کو مخلوق پیدا کرنے سے خوف نہیں آتا تو خلاصہ البانی کے کلام کا یہ ہوا کہ جو بیس رکعات تراویح پڑھتا ہو تو اس نے دین میں ایسی چیز نافذ کی جس کا اللہ تعالیٰ نے امر نہیں فرمایا اور گیارہ رکعات پر زیادت جائز نہیں اور جو بیس رکعات تراویح پڑھتے ہیں جیسا کہ ظہر کی نماز پانچ رکعات اور صبح کی سنت چار رکعات پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بدعت سیئہ ہے (بری بدعت ہے) اور جو بیس رکعات پڑھتا ہے تو وہ سنت رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم سے مخالف ہے پھر بیس رکعات کی بدعت کی اثبات صنعانی اور مبارکپوری کے اقوال سے کرتا ہے تو ان تصریحات کے باوجود یہ غوی ہم سے

الاحالة على الصفحات لعل الغبی لا یدری بکلام شیخه ولذا اعمض عینیه قال مجهول النسب۔ قال (۳۱۳) قال الابانی لیس فی البدعه مایمدح بل کل بدعة ضلالة اقول هذا لیس قول الالبانی بل من قول الامیر الصنعانی فهذا یدلک علی مدی معرفة الرجل وعلمه۔ (الصفحه ۲)

اقول قوله مردود علیه بقول شیخه لانه یقول قال السیوطی فی المصابیح فی صلوة التراویح وقال الجویری من اصحابنا۔ صلوة التراویح ۷ کمامر مفصلا مع ان هذا لیس من قول السیوطی بل من قول السبکی کما صرح السیوطی فی الحاوی حیث قال فی اخر الکلام انتهی کلام السبکی ۱/ ۳۵۰ فما هو جوابکم فهو جوابنا فاعتراض مجهول النسب باطل مردود قال مجهول النسب هذا مع ان رسول الله صلی الله علیه وسلم القائل کل بدعة

صفحات کے موالجات طلب کرتا ہے شاید یہ غبی اپنے شیخ البانی کے کلام کو نہیں جانتا اسی وجہ سے انکھیں بند کئے ہیں۔

مجهول النسب کہتا ہے کہ ۳۱۳ میں کہتا ہے کہ البانی کہتا ہے کہ بدعت میں ایسی چیز نہیں جس کی صفت کی جائے بلکہ ہر نئی چیز گمراہی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ البانی کا قول نہیں بلکہ امیر صنعانی کا قول ہے یہ آپکو اسکا علم بتاتا ہے۔ (صفحہ ۲)

میں کہتاہوں کہ اس کا یہ قول اسکے شیخ کے قول سے مردود ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ سیوطی نے مصابیح فی صلوۃ التراویح میں کہا ہے کہ ہمارے اصحاب (شافعی المذهب) سے جویری کہتا ہے۔ (صلوۃ التراویح) جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے حالانکہ یہ سیوطی کا قول نہیں بلکہ سبکی کا قول ہے جیسا کہ سیوطی نے حاوی میں تصریح فرمائی ہے کہ کلام سبکی ختم ہوا الحاوی ۱/ ۳۵۰ تو تمہارا جو جواب ہو تو وہ ہمارا جواب ہے تو مجهول النسب کا اعتراض مردود ہے۔

مجهول النسب کہتا ہے کہ اسکے [illegible] تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والا ہے کہ ہر نئی چیز

ضلالۃ: (الصفحہ ۲)

اقول لا یدری ھذ الغوی ما یخرج من راسہ فعیلہ ان یبین ترکیب ھذہ العبارۃ الفصیحۃ الفضیحۃ لہ۔

علا انہ یقول بانہ علیہ السلام قال کل بدعہ ضلالہ (بطریق الایجاب الکلی) فما رأیہ فیما روی الامام البخاری عن عبداللہ بن عمر بانہ قال صلوۃ الضحی بدعۃ۔ صحیح البخاری ۱ / ۲۳۸ وطالع النووی علی حاشیہ ارشاد اساری ۳ / ۴۲۳ مع ان صلوۃ الضحی ثابتۃ من الاحادیث الصحیحۃ کمافی صحیح البخاری ۱ / ۱۵۷ مطبع باکستانی ناین الایجاب الکلی فی حدیث کل بدعۃ ضلالۃ فھل یقول ھذ الغوی ببدعیۃ صلوۃ الضحی اولا یعمل بالایجاب الکلی۔ ھذا رد الزامی فلا یرتکب احد حماقۃ التقسیم کما لا یخفی علی العلیم قال مجھول النسب قال الشیخ الالبانی عن رجل کنیتہ ابوالحسناء قال عنہ مجھول نقلا عن الحافظ والامام الذھبی وھو فی باب الکنی من التقریب ۸۰۵۳

گمراہی ہے۔ (صفحہ ۲)

میں کہتا ہوں کہ اس غوی کو یہ پتہ نہیں کہ اسکے سر سے کیا نکلتا ہے تو اسکو چاہیے کہ اس فصیح عبارت کی ترکیب کریں جو اسکو شرشدہ کرتی ہے۔

علاوہ یہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر نئی چیز گمراہی ہے۔ (ایجاب کلی کی طور پر) تو اسکی رای کیا ہے اس میں جو امام بخاری نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اس نے فرمایا کہ چاشت کی نماز بدعت ہے صحیح البخاری ۱ / ۲۳۸ مطبع باکستانی حالانکہ چاشت کی نماز صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ صحیح بخاری ۱ / ۱۵۸ میں ہے تو ایجاب کلی کل بدعۃ ضلالۃ میں کہاں ہو گا کیا یہ غوی چاشت کی نماز کو بدعت گمراہی کہتا ہے یا ایجاب کلی پر عمل نہیں کرتا یہ الزامی تردید ہے تو تقسیم کی حماقت کا ارتکاب کوئی نہ کرے (کہ میں بدعت حسنہ اور سیئہ کا قائل ہوں) جیسا کہ جاننے والا پر پوشیدہ نہیں

مجھول النسب کہتا ہے کہ شیخ البانی نے ایک شخص کے بارے کہا ہے کہ یہ مجھول ہے جس کا اسم کنیہ ابوالحسناء ہے اور حافظ اور امام ذھبی سے نقل کیا ہے اور تھذیب ۸۰۵۳ باب کنی میں ہے

روی له ابوداؤد والترمذی والنسائی فی خصائص علی رضی الله عنه فتجاهل هذا الرجل خان بادشاه هذه الحقیقه المسلمة وذهب یتکلم عن رجل اخر اسمه الحسن بن ابی الحسناء وهو ثقة۔ (الصفحه ۳)

اقول وقد صدق سبحانه انها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب اللتی فی الصدور الحج ۴۶ انی وضحت الفرق فی تالیفی القول المبین بین مجهول ومعلوم لکن الحسد یعمی الانسان وقد ذکرت توشیقه من الجرح والتعدیل ۳ / ۹' تهذیب الکمال ۶ / ۱۲۷' میزان الاعتدال ۱ / ۴۸۵' التهذیب ۲ / ۲۷۱' الانساب ۱۰ / ۵۰۹' تاریخ الثقات ۱۱۳' ثقات ابن شاهین ۹۵ وغیرها من کتب التراجم فی القول المبین ۱۵۹۔۱۶۰

ثم ذکرت متابعه بحواله السنن الکبری ۲ / ۳۹۶' منهاج السنة ۴ / ۲۲۴ فی صفحه ۱۶۱ ثم ذکرت الفرق بین معلوم ومجهول وقلت ان

ابوداؤد ترمذی نسائی نے خصائص علی رضی اللہ عنہ میں روایت کیا ہے تو خان بادشاہ نے اس حقیقت مسلمہ سے تجاہل کر کے دوسرے آدمی پر کلام کیا ہے۔ جس کا نام حسن بن ابی الحسنا ثقہ ہے صفحہ ۳

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالی نے سچ فرمایا ہے حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ الحج ۴۶) میں نے اپنی تصنیف قول مبین میں مجہول اور معلوم کے درمیان فرق واضح کیا ہے لیکن حسد انسان کو اندھا کر دیتا ہے اور اسکی توثیق میں نے جرح وتعدیل ۳ / ۹' تہذیب الکمال ۶ / ۱۲۷' میزان اعتدال ۱ / ۴۸۵' تہذیب التہذیب ۲ / ۲۷۱' انساب ۱۰ / ۵۰۹' تاریخ الثقات ۱۱۳' ثقات ابن شاہین ۹۵ وغیرہ اسماء الرجال کے کتابوں سے قول مبین ۱۵۹۔۱۶۰ میں ذکر کیا ہے۔

پھر اسکا تابع میں نے بحوالہ سنن کبری ۲ / ۳۹۶' منہاج السنہ ۴ / ۲۲۴ صفحہ ۱۶۱ میں ذکر کیا ہے پھر میں نے مجہول اور معلوم کے درمیان فرق ذکر کیا ہے اور میں نے وہاں کہا ہے

ضمت معه رواية زيد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب فلا شک فی صحة روايته طالع القول المبین ۴۳۱ لکن مع هذه التصریحات یقول الغوی بالتجاهل لانه هو الجاهل المرکب یتکلم بلا تہذیب ولا ادب فعلم من هذا التفصیل جواب اعتراض مجهول النسب بان الشیخ اعله بالانقطاع فلم یتعرض لهذه العلة (الصفحه ۳) لانی تعرضت لجواب اعتراض الالبانی فی الصفحة المذکورة لکن لیس فیه حیاء ولذا یقع فی ورطه ظلماء

قال مجهول النسب ضعف هذا المذنب ۴۲۴ ابا معاویه وهو الثقة الذی اخرج له الجماعه وهو وان کان احیانا یخطئی فی غیر حدیث الاعمش الا ان الغالب علیه السلامة والحکم علی الغالب الذی قال عنه الحافظ فی التقریب ثقة احفظ الناس لحدیث الاعمش۔ (الصفحه ۳)

کہ اگر اسکے ساتھ زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی روایت پیوست کرے تو اس روایت کی صحت میں شک اور شبہ نہیں مطالعہ کریں قول مبین ۴۳۱ لیکن ان تصریحات کے باوجود غوی تجاہل کا الزام لگاتا ہے کیونکہ یہ جاہل مرکب بلا تہذیب اور رادب بات کرتا ہے اس تفصیل سے مجہول النسب کے اعتراض کا جواب ہو گیا کہ یہ کہتا ہے کہ شیخ نے اس روایت کو انقطاع کے ساتھ معلول کیا ہے اور علت کو اس خان بادشاہ نے تعرض نہیں کیا صفحہ ۳ کیونکہ میں نے البانی کے اعتراض کا جواب اسی صفحہ میں کیا ہے لیکن اس میں حیاء نہیں اسی وجہ سے اندھیروں کے گھڑے میں گرتا ہے۔

مجہول النسب کہتا ہے کہ اس گنہگار نے ۴۲۴ میں ابا معاویہ کو ضعیف کہا ہے یہ وہ ثقہ راوی ہے کہ جس کو جماعت نے ذکر کیا ہے اگرچہ بعض اوقات میں اعمش کی حدیث سے سوا میں غلطیاں کرتا تھا لیکن اس پر غالب سلامتی ہے اور حکم غالب پر ہوتا ہے جس سے حافظ نے تقریب میں کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اعمش کی احادیث کو لوگوں سے زیادہ حافظ تھا۔

اقول قوله مردود بوجوه اما اولا فانه ماقرا تالیفی والا وضحت هناک بان الامام احمد بن حنبل یقول ان ابامعاویه یخطیٔ فی احادیث من احادیث الاعمش کتاب العلل ۱/ ۱۹۴

اماثانیا فانی ذکرت هناک بان ابا معاویة مدلس ولا شک ان المدلس اذا یروی بعن فحدیثه مردود فهذه الراویه بعن مردودة علی صاحب الفتن طالع تالیفی ۴۲۴-۴۲۸ حتی یحصله لک الیقین بکذب الرجل المعصوم

اماثالثا فان روی له الجماعه فان یزید بن خصیفه ثقة ثبة حجه روی له الجماعة ومع هذا یرد علیه شیخه الالبانی فکیف لا یعترض

علیه تلمیذه الغوی اویجوزله مالا یجوز لغیره لانه معصوم قال مجهول النسب اما روایه عطا بن السائب فقد رد علی الشیخ الالبانی تصعفیه لحدیثه ۴۳۲ (ثم قال بعد تفصیل) وان کان المتامل فی کلام

میں کہتاہوں کہ اس کا قول چند وجوہ سے مردود ہے اول اس لئے کہ اس نے میری تصنیف مطالعہ نہیں کی میں نے وہاں واضح کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ابو معاویہ اعمش کی احادیث میں بھی غلطیاں کرتا تھا کتاب العلل ۱/ ۱۹۴

دوم میں نے وہاں ذکر کیا ہے کہ ابو معاویہ مدلس ہے اس میں شک نہیں کہ مدلس جب عن سے روایت کرے تو اسکی حدیث مردود ہے تو یہ روایت عن سے ہے لہٰذا فتنوں والوں پر یہ روایت مردود ہے مطالعہ کریں میرے تصنیف ۴۲۴-۴۲۸ تاکہ آپکو یقین ہو جائے اس معصوم بے گناہ شخص کے جھوٹ پر۔

سوم اگر اسکو جماعت نے روایت کی ہو تو یزید بن خصیفہ ثقہ شبہ حجت کو بھی جماعت نے روایت کی ہے اور اس کے باوجود اسکا شیخ البانی اسکی تردید کرتا ہے تو اسکا شاگرد غوی اسکی تردید کیوں نہیں کرتا یا اسکے لئے جائز ہے جو دوسروں کیلئے جائز نہیں کیونکہ یہ معصوم بے گناہ ہے۔

مجھول النسب کہتا ہے کہ عطا ابن السائب کی روایت کی تردید شیخ البانی نے کی ہے اس نے اسکی تردید کی ہے ۴۳۲ پر تفصیل کے بعد کہتا ہے اگر فکر کرنے والا شیخ البانی کے

الشیخ الالبانی یوقن بان الشیخ لم یضعفه مطلقا بل ان کلامه یوحی بانه کانه ثقۃ فی بدایۃ امره لقوله عطاء بن السائب کان قد اختلط وهذه الجمله تشعر بانه کان ثقۃ ولکن طرا علیه بعد ذلک الاختلاط والعجیب انه رجع بعد ذالک الا ما قال الشیخ فقد قال عنه وثقه الائمۃ ولکن ساء حفظه فی اخر عمره ۴۳۲ فلم ادری لم المخالفۃ (الصفحه ۴) اقول قوله مشتمل علی مفاسد الاول منها انه لا یدری بکلام عربی ویسود الاوراق لانه یقول انه رجع ذالک الا ما قال الشیخ ولا یعلم بالفرق بین الا والی اما الثانی منها فانه یقول فلم ادری مع ان کلمه لم جازمۃ تسقط الیاء فینبغی له ان یقول فلم ادر بدون الیاء اما الثالث منها انه لا یدری بالفرق بین الماضی والمضارع لان الالبانی یقول عن علی وله طریقان الاول عن ابی الحسناء والثانی عن حماد بن شعیب

کلام میں فکر کرے تو وہ یقین کرے گا کہ شیخ اسکو مطلق ضعیف نہیں کرتا ہے بلکہ اسکے کلام اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ ابتداء میں وہ ثقہ تھے اس لئے کہ اس نے کہا ہے کہ عطا ابن سائب اختلاط کرتا تھا (حافظہ میں گڑ بڑ ہونے کی وجہ سے) یہ جملہ اسکی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ ثقہ تھا لیکن اسکے بعد اختلاط اس پر طاری ہو گیا عجیب بات یہ ہے کہ اس نے اس کے بعد اپنے کلام سے رجوع کیا شیخ کے قول کی طرف (یہاں اس نے جو لکھا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے کہ اسکے بعد رجوع کیا مگر جو شیخ نے کہا ہے یہ عبارت عربی کے لحاظ سے غلط ہے جیسا کہ اس پر رد آجائے گا) تحقیق اس سے کہا ہے کہ ائمہ نے اس عطا ابن سائب کی توثیق کی ہے کہ آخیر عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا ۴۳۲ میں نہیں جانتا (یہاں ادری میں یا کا ذکر کرنا غلط ہے) کہ یہ کیوں مخالفت کرتا ہے صفحہ ۴ میں خان بادشاہ کہتا ہوں کہ اس کا قول مفاسد پر مشتمل ہے اول یہ کہ یہ عربی نہیں جانتا اوراق سیاہ کرتا ہے کیونکہ یہ کہتا ہے کہ اس نے رجوع کیا مگر وہ جو کیا ہے شیخ نے یہ بے چارے الی الا کے درمیان فرق نہیں سمجھتا ہے دوم یہ ہے کہ یہ فلم ادری کہتا ہے حالانکہ کلمہ لم جزم دیتا ہے یا کو گرا دیتا ہے اسکو چاہیے تھا کہ لم ادر بغیر یا لکھ دیتا سوم اسکو ماضی اور مضارع کے درمیان فرق نہیں جانتا البانی کہتا ہے کہ حضرت علی سے جو روایت ہے اسکے دو طریقے ہیں اول ابو الحسناء دوم حماد بن شعیب سے

عن عطاء بن السائب رواہ البیھقی اسنادہ ضعیف فیه علتان الاول عطاء بن السائب فانه کان قد اختلط۔ (صلوۃ التراویح ٦٦۔٦٧)

فھل لفظ کان صیغه مضارع بان الغوی یقول بان ھذہ الجمله تشعر بانه کانه ثقه ولکن طرا علیه بعد ذلک الاختلاط فمن این یثبت الغوی توثیقه من کلام الالبانی فی بدایه امرہ وھو یضعفه من بدایۃ امرہ کما تدل علیه صیغه ماضی وانی ذکرت توثیقه فی بدایه امرہ و تصعیفه فی اخر عمرہ لاجل الاختلاط۔ ومن این یثبت الغوی رجوعی الی کلام الالبانی بل ھذا یقر بما قلت ورجع من قول شیخه الالبانی

قال مجھول النسب ثم رجع وضعف ھو بنفسه روایه عطا ابن السائب واعل الروایه لیس الالمخالفه الالبانی والرد علیه ولم یظھر سبب اخر غیر ھذا۔ (الصفحه ۴)

عطا ابن سائب سے بھیقی نے روایت کی ہے اسکی اسناد ضعیف ہے اس میں دو علت موجود ہیں اول عطاء بن سائب تحقیق یہ اختلاط کرتا تھا بوجہ حافظہ خراب ہونے کے صلوۃ التراویح ٦٦۔٦٧ تو کیا کان کا لفظ مضارع کا صیغہ ہے کہ یہ لکھتا ہے کہ یہ جملہ بتاتا ہے کہ یہ ثقہ تھا لیکن اسکے بعد اختلاط اس پر طاری ہوگیا تو یہ غوی البانی کے کلام سے ابتدا میں توثیق کہاں سے ثابت کرتا ہے یہ تو ابتداء سے اسکو ضعیف ثابت کرتا ہے جیسا کہ اس پر ماضی کا صیغہ دلالت کرتا ہے اور میں نے اسکی توثیق ابتدا میں ذکر کیا ہے کہ یہ اول ثقہ تھے اور آخیر عمر میں بوجہ اختلاط ضعیف ثابت کیا ہے تو یہ غوی میرا رجوع البانی کی طرف کہاں سے ثابت کرتا ہے بلکہ یہ میری بات کی اقرار کرتا ہے اور اپنے شیخ البانی کے قول سے رجوع کرتا ہے۔

مجھول النسب کہتا ہے کہ پھر اس نے رجوع کر کے عطاء بن سائب کی روایت کو معلول سمجھ کر اسکو ضعیف کہا یہ صرف البانی کی مخالفت اور اسکی تردید کی وجہ ہے اور اس سے سوا کوئی اور سبب کو ظاہر نہیں کیا۔

اقول هذا الجاهل المركب لایدری بجواب الزامی لانی ذکرت فی ۴۳۶ بان الالبانی
یضعف الروایۃ لاجل عطاء بن السائب ثم یذکر روایتہ لاثبات النکارۃ فی الروایہ الاخری ولما
کان ہو ضعیفا عند الالبانی فکیف یثبت من روایتہ النکارۃ فی الروایۃ الاخری ولذا قلنا بان
التوثیق والتضعیف بید الالبانی یفعل مایشاء ویختار
واما کلام الرجل الغوی ولم یظهر سبب اخر فهو دلیل علی انه لایعلم الفاعل والمفعول
فینبغی ان یتعلم العربیه ثم یسود الاوراق
قال مجهول النسب وعاب علی الشیخ اعلاله روایه العشرین عن علی لان فیها رجلا
ضعیفا جدا او متروکا وعطاء بن السائب بروایۃ الثقۃ محمد بن الفضیل عن عطاء بن السائب
لیثبت الشیخ مدی ضعف الروایۃ الاولی ولیس لاثبات اثبات الروایه الثانیۃ فالاولی اشد ضعفا
من الثانیۃ فکیف یستدل هئولاء لمذهبهم فهو الزام اولوی ۔ (الصفحه ۵)

میں کہتا ہوں کہ یہ جاہل مرکب جواب الزامی نہیں جانتا کیونکہ میں نے صفحہ ۴۳۶ میں ذکر کیا ہے کہ البانی
عطاء بن سائب کی وجہ سے روایت کو ضعیف کرتا ہے پھر اسکی روایت دوسری روایت میں نکارت ثابت کرنے
کیلئے ذکر کرتا ہے تو جب یہ راوی البانی کے نزدیک ضعیف ہے تو اسکی روایت سے دوسری روایت کی نکارت
کیسے ثابت کرتا ہے اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ توثیق اور تضعیف البانی کے ہاتھ میں اسکا اختیار ہے، جو چاہتا ہے
کرتا ہے اور غوی کا کلام کہ لم یظهر سبب آخر یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فاعل اور مفعول نہیں جانتا تو اسکو
چاہیے کہ عربی سیکھ لیں پھر اوراق سیاہ کریں۔
مجہول النسب کہتا ہے شیخ پر الزام لگایا ہے کہ اس نے بیس رکعات تراویح کی روایت بوجہ راوی مجہول یا
متروک اور عطا بن سائب کی روایت کو ثقہ محمد بن فضیل کی روایت عطا بن سائب سے معلول سمجھا ہے تاکہ شیخ
اول روایت کی ضعف ثابت کرے اور اس کا مقصد دوسری روایت کو ثابت کرنا نہیں ہے تو اول روایت دوسری
روایت سے زیادہ اولی بالضعف ہے تو یہ لوگ اپنے مذہب کیلئے کس طرح استدلال کرتے ہیں تو یہ الزام اولوی
(صفحہ ۱۸)

اقول کلامه مردود بوجوه اما اولا هذا الرجل المعصوم الغوی لایدری بالکتاب ولذا یقع علیه العتاب ثمّ العتاب ایها الغوی ان الالبانی یثبت النکارة فی روایه حماد بن شعیب عن عطاء بن السائب بروایه محمد بن الفضیل عن عطاء بن السائب وقد ذکرت رده مفصلا فی القول المبین و ذکرت هناک الشواهد الثلاثه لحماد بن شعیب وکک ذکرت الکلام علی محمد بن الفضیل من النقاد ارجع البصر الی ۴۳۵-۴۴۰ حتی یرجع الیک البصر خاسئا وهو حسیر

اما ثانیا فانه لایدری بالروایه الاولی والثانیه طالع هناک

اما ثالثا فانه یقول الزام اولوی ما المراد بهذا القول البلیغ (ماشاء الله)

قال مجهول النسب لم تستجب للنصح فقد نصحت من قبل بان ترسل رساله للشیخ توضح فیها ماخذک علیه قبل نشر وتوزیع هذا الرد المزعوم فان

میں کہتا ہوں کہ اس کا کلام چند وجوہ سے مردود ہے اول اس لئے کہ معصوم آدمی الغوی کو اپنی کتاب کا پتہ نہیں لگتا اسی وجہ سے ملامتی بر ملامتی اس پر آئی ہے اے سرکش البانی نکارت ثابت کرتا ہے اس روایت میں جو حماد بن شعیب نے عطاء بن سائب سے روایت کیا ہے بوجہ محمد بن فضیل کی روایت سے جو روایت کیا ہے عطاء بن سائب سے اور اسکی تردید میں نے مفصل قول بین میں ذکر کیا ہے۔

اور وہاں میں نے تین شواہد حماد بن شعیب کیلئے ذکر کئے ہیں اور اس طرح محمد بن فضیل پر ائمہ نقاد کا کلام ذکر کیا ہے بار بار صفحہ ۴۳۵-۴۴۰ تک دیکھیں تاکہ تجھے اپنی نظر لکھی ہوئی واپس ہو جائے گی۔

دوم اس لئے کہ یہ اول اور دوم روایت کو سمجھتا نہیں وہاں مطالعہ کریں۔

سوم کہ یہ کہتا ہے کہ یہ الزام اولوی ہے ماشاء اللہ اس بلیغ کلام کا مطلب کیا ہے۔

مجھول النسب کہتا ہے کہ آپ نے نصیحت کیوں قبول نہیں کی میں نے تجھے پہلے نصیحت کی تھی کہ آپ شیخ کو خط بھیجو اور طباعت کتاب سے پہلے جن جگہوں پر آپکو اعتراض ہے وہ واضح کرو۔

اصر الشیخ ولم یرجع اولم یظهر حجة اقوی من هذه فیجوزلک ایها المسکین والحالة هذه ان انصح المسلمین وان شیا من ذلک لم تفعله دل ذلک علی هوی فی نفسک۔ (الصفحه ۵) اقول کلامه مشتمل علی اربع کذبات اما اولا فانه جاء مع الرجلین فقال لی بانک کتبت فی ورقه کبیرة فی حق الالبانی بانه یوثق الراوی اذاکان حدیثه موافقالهواه وان کان هوضعیفابل کذاباومتروکاویضعف الراوی اذاکان حدیثه مخالفاعن هواه وان کان ثقه حجة ثبتاواحتج به الشیخان والائمة کلهم فهل یمکن ان تبین لنا مثاله فقلت له عندی امثله کثیرة فذکرت منها اولا یزید بن خصیفه بانه ثقة حجة ثبة واحتج به البخاری والائمة کلهم مع ان الالبانی یضعفه فطولنا الکلام علیه من کتب التراجم ثم قال لی بانک کتبت احتج به الائمة کلهم فقلت له

اگر شیخ اس پر قائم رہااور رواپس نہ ہوایااس نے زیادہ قوی دلیل پیش نہ کیاتو پھر تجھے اے مسکین رد کرنا جائز تھااور آپ نے یہ کام نہ کیاتو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ اپنے خواہش نفس کی وجہ سے کیاہے۔(صفحہ ۵) میں کہتا ہوں کہ اس کاکلام چار جھوٹ پر مشتمل ہے اول یہ ہے کہ یہ دو آدمیوں کے ساتھ آیا تھااور مجھے یہ بولا کہ آپ نے بڑی ورق (اشتہار) میں البانی کے بارے لکھاہے کہ یہ راوی کی توثیق کرتا ہے جب اسکی حدیث اسکی ہوا سے موافق ہواگر چہ وہ راوی کذاب جھوٹااور متروک ہو اور راوی کی تضعیف کرتا ہے جب اسکی حدیث اسکی ہوی سے مخالف ہو اگر چہ وہ ثقہ حجت اور ثبہ ہو اور شیخان امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ تمام ائمہ نے اس سے استدلال کیاہو توکیایہ ممکن ہے کہ آپ ہمارے لئے ایک مثال بنادیں تومیں نے اسکویہ کہاکہ میرے پاس اسکی کافی مثالیں ہیں توایک مثال میں نے ذکر کی ہے کہ یزید بن خصیفہ ثقہ حجۃ ثبۃ ہیں اور اس سے بخاری اور تمام ائمہ نے احتجاج کیاہے حالانکہ البانی اسکی تضعیف کرتا ہے اور اس بات کو میں نے کتب تراجم (اسماء الرجال) سے طوالت دی پھر اس نے مجھے کہاکہ آپ نے لکھاہے کہ تمام ائمہ نے اس سے استدلال کیاہو (اسکو البانی ضعیف کہتاہے)تومیں نے اسکو بولا

کم اقسام للفظ کل فقال ماجئنا للمناظرة والمجادلۃ ثم سئلت عنه لکن صار مبهوتا فلا یستحی ان یقول ویکذب ویتلفظ بالنصیحۃ

اما ثانیا فانه قال بان الالبانی رجل تابع للحق وان تتصل به الهاتف وتبین له ضعف ادلته فیرجع عن الخطاء فقلت له لما اراد الالبانی اشاعت الرسالۃ فهل اتصل بی الهاتف فسکت مجهول النسب فغیر هٰهنا لفظ الهاتف بالرساله

اما ثالثا فانه کتب اولم یظهر حجه اقوی مع انه کذب ماتلفظ بهذا اللفظ سبحنک هٰذا بهتان عظیم

اما رابعا فانه کتب فی الوریقات فیجوزلک ایها المسکین فهذا کذب لعنت الله علی الکاذبین وانه کان ساکتا کشیطن الاخرس ویتبختر فی الوریقات

علاانی لماوضحت له مثالا للکذاب بل الوضاع بان الالبانی یوثق۔

کہ لفظ کل کے کتنے اقسام ہیں تو اس نے بولا کہ ہم مناظرہ کے لئے نہیں آئے ہیں پھر میں نے اس سے اقسام کل پوچھے لیکن یہ حیران ہو گیا تو یہ شرماتا نہیں کہ جھوٹ کہتا ہے کہ میں نے نصیحت کی۔

دوم اس نے یہ بھی بولا تھا کہ البانی ایک حق کے تابعداری کرنے والا آدمی ہے اگر اسکو ٹیلی فون کریں اور اسکی دلائل کو ضعیف ثابت کریں تو وہ غلطیاں سے واپس ہو جائے گا تو میں نے اسکو بولا کہ البانی جب یہ رسالہ لکھ رہا تھا تو مجھ کو اس نے ٹیلی فون کیا تھا تو مجہول النسب خاموش ہوا تو یہاں ٹیلی فون کو خط سے تبدیل کر دیا۔

سوم اس نے لکھا ہے کہ اگر اس نے قوی دلیل ذکر نہ کیا حالانکہ یہ جھوٹ ہے اس پر تلفظ نہیں کیا ہے اللہ پاک ہے تو یہ بڑا بہتان ہے۔

چہارم اس نے اوراق میں مسکین لکھا ہے یہ بھی جھوٹ ہے اللہ تعالی کی لعنت بعد جھوٹوں پر یہ تو ایسا خاموش تھا جیسا کہ گونگا شیطن اور چند اوراق میں تکبر اور غرور کرتا ہے علاوہ جب میں نے اسکو واضح مثال بتائی کہ الباني جھوٹے راوی بلکہ افتراء کرنے والے کی حدیث کی توثیق کرتا ہے۔

حدیثہ ثم قلت لہ الان ساعہ عشرۃ من اللیل فتعالوایوم الجمعہ انا ابین لکم امثلۃ کثیرۃ فوعدنی مجھول النسب فماجاء فاخلف العھد اولیس ھذا من علامۃ النفاق فمن المخلص ومن تابع للھوی والان شرع علی الکذب والبھتان

قال مجھول النسب لماذا دمجت العربی والاردو فی کتاب واحد (الصفحہ ۵)

اقول قد دمجت بین الکلامین حتی یستفید من کتابی جھلاء غیر المقلدین وعلمائھم و یعلمون بخطاء الالبانی واتباعہ وانھم مخالفون عن جمھور الامہ من الصحابۃ والتابعین من المجتھدین والمحدثین وفقھاء ائمۃ الدین قال مجھول النسب انا اظن ان طبع لا وفق اللہ المسکین الی ذالک انہ لا یتجاوز الخمسین صحیفہ۔ (الصفحہ ۵)

اقول قد رای الغوی جزاء الکذب والبھتان ولا یدری بالفرق بین

پھر میں نے اس کو بولا کہ ابھی رات کے دس بجے کا وقت ہے تو جمعہ کے دن آجاؤ میں بہت سے مثالیں تم کو بتاؤں گا (کہ البانی نے خواہش کی تابعداری راویوں کی توثیق اور تضعیف میں کی ہے) اور مجھول النسب نے وعدہ کر کے پھر خلاف کیا تو کیا یہ منافق کے علامات سے نہیں تو مخلص کون ہیں اور خواہش کی تابع کون ہیں ابھی جھوٹ اور افتراء پر شروع کیا۔

مجھول النسب کہتا ہے کہ ایک کتاب میں عربی اور اردو کا خلط کیوں کیا۔ (صفحہ ۵)

میں کہتا ہوں کہ یہ خلط میں نے اس لئے کیا کہ میری کتاب سے غیر مقلدین کے جاھل اور عالم دونوں فائدہ حاصل کریں اور البانی اور ان کے تابع داروں کے غلطیاں معلوم ہو جائیں کہ یہ تمام جمھور امت صحابہ اور تابعین اور مجتھدین اور محدثین اور فقہا ائمہ دین سے مخالف ہیں۔

مجھول النسب کہتا ہے کہ میرا گمان ہے کہ اگر یہ کتاب دوبارہ چھپ جائے تو اللہ اس مسکین کو توفیق نہ دے تو پچاس صحیفہ سے زیادہ نہیں ہو جائے گی۔ (صفحہ ۵)

میں کہتا ہوں کہ سرکش نے جھوٹ [illegible] افتراء کا جزا دیکھ لیا اور یہ صحیفہ اور صفحہ

الصفحة والصحیفه لانه من العمیان ایها الغوی لما کتابی خمسین صحیفه فالصحیفه لوعدت عشر صفحات فالکتاب یبلغ الی خمسمائة صفحة ولوکان المراد من الصحیفة الکتاب فصار کتابی خمسین کتابا وکلا الامران مخالفان عن مجهول النسب فتسوید الاوراق له لهو ولعب ایها الغوی الالف واللام فی الخمسین لای نکتة کتبت بینوبالدیلیل ایها العلیل واقول له لایوفق الله سبحانه للالبانی واتباعه جواب هذا الکتاب الی یوم القیمه وانی ان شاء الله اطبعه مرة ثانیة۔ موتوابغیظکم قال مجهول النسب اذالم تستح۔ (الصفحه۶)

اقول لایدری الفاظ الحدیث ولایعلم بعلوم الیه مع ان لفظ الحدیث اذالم تستحی والرجل الغوی مصداقه ایها الجاهل المرکب ان کلمة لم جارمة تسقط یاء واحدة ولا تسقط یائین لکن صرت لاجل الحسد

کے درمیان فرق نہیں سمجھتا کیونکہ یہ اندھوں سے ہیں اے سرکش جب کہ میری کتاب پچاس صحیفہ ہے تو صحیفہ اگر دس صفحات حساب کیاجائے تو کتاب پانچ سو صفحات تک پہنچ جاتی ہے اگر مراد صحیفہ سے کتاب ہو تو میری کتاب سے پچاس کتابیں بن جائیں گے اور دونوں امر مجھول النسب کی رائی سے مخالف ہے تو کاغذوں کو سیاہ کرنا کھلونا ہے اے سرکش الف اور لام جو تونے داخل کئے ہیں خمسین پر یہ کس نکتہ کے لئے ہے اے بیمار دلیل سے بیان کرو میں کہتاہوں کہ اللہ تعالی قیامت تک البانی اور ان کے تابعداروں کو اس کتاب کا جواب کی طاقت نہ عطا فرمادے اور میں ان شاء اللہ تعالی اسکو دوبارہ شائع کرونگا غصہ سے مرجاؤ

مجھول النسب لکھتاہے اذالم تستح۔ (صفحہ۶)

میں کہتاہوں کہ یہ حدیث کے الفاظ نہیں سمجھتا اور نہ علوم الیہ سے واقف ہے حالانکہ حدیث کے الفاظ اذالم تستحی جس کامصداق یہ سرکش آدمی ہے اے جاہل مرکب کلمہ لم جزم دیتاہے تو ایک یا کو گرا دیتاہے اور دویا کو نہیں گراتالیکن جس کے [illegible] سے

منقود العینین ۔ اما الکلام علی محمد بن الفضیل فقد وضحت فی تالیفی مفصلا فلایحتاج الی ذکرہ ھہنا سیما انه اقروان کان بعضھم توقف عن الاحتجاج ۔ فاللازم علیه ان یبین وجه التوقف

اما قوله بانه اجتح به الشیخان فھو مردود علیه لان یزید بن خصفیه احتج به الشیخان والائمۃ کلھم فکیف یرد علیه الالبانی شیخ العمیان

اما قوله بله السبعه (الصفحه ٦) فعلیه ان یبین معنی کلامه الفصیح قال مجھول النسب ھذا اخر ماکتبت فی الرد علی المسکین تلبیۃ لرغبۃ من اخواننا الافاضل ۔ (الصفحه ٧)

اقول یعلم من ھذہ الاوراق جھل اخوانک الافاضل والالمنعوک من اشاعت ھذہ الوریقات المکذوبات لانک لاتدری بکتابه سبع صفحات بالعربی فای حاجه الی تسوید الاوراق

کھوئی ہوئی آنکھوں والے ہو گئے ہیں اور محمد بن فضیل پر کلام گذرا ہے اور میں نے اپنی تصنیف میں تفصیلی ذکر کیا ہے اور یہاں اسکے ذکر کرنے کے لئے ضرورت نہیں خاصکر جب اس نے اقرار کیا کہ اگرچہ بعض لوگ اس سے استدلال کرنے میں توقف کرتے ہیں (یعنی استدلال نہیں کرتے) تو اس پر لازم ہے کہ توقف کیلئے وجہ اور دلیل بیان کریں کہ کیوں استدلال سے توقف کرتے ہیں

اور یہ قول اس کا کہ اس سے شیخین نے استدلال کیا ہے تو یہ اس پر مردود ہے کیونکہ یزید بن خصیفہ سے شیخین اور تمام ائمہ نے استدلال کیا ہے تو اندھوں کا شیخ البانی اس پر کیوں رد کرتا ہے

اور مجہول النسب کا یہ قول بلہ السبعہ (صفحہ٦) تو اس پر لازم ہے کہ اس فصیح عبارت کا مطلب بیان کرے۔

مجہول النسب کہتا ہے کہ یہ اسکا آخر ہے جو میں نے اس مسکین کی تردید میں بعض بھائیوں کے ترغیب کے لئے لکھے ہیں جو افاضل سے ہیں۔ (صفحہ٧)

میں کہتا ہوں کہ ان اوراق سے آپ کے بھائیوں افاضل کی جہالت بھی معلوم ہو گئی ورنہ آپکو ان جھوٹے اوراق کی اشاعت سے منع کر لیتے کیونکہ اب سات صفحہ عربی لکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو کاغذوں کو سیاہ کرنے کی کیا ضرورت

اما مدح الالبانی بشعر المجذوب فلا اعتبار له لان شعره ایضا مجذوب وقد نقل هذا الغوی شعرا من تالیفی ۹۲ قلت فی حق شیخه الالبانی بان الالبانی مصداقه تدبر وتدرب
وان یتفکر هذا الغوی فی هذه الاقوال یمکن ان یرجع من اقوال الجهال

ایها الغوی انت لاتفهم بمفهوم القول المبین
فکیف تصدیت لاشاعت الشکوک فی المسلمین
لن یستطیع جوابه شیخک الالبانی المکسین
انا فی انتظاره من الشهور والسنین
شیخک ناطح الجبل العالی . لیکلمه
ولیس فیک الحیاء والا خذلانک تفهمه
وقد اظهرت للناس بتسوید الاوراق جهلا
لا یستطیع ردتالیفی من هو اعلی منک کعبا

مجذوب کے اشعار سے البانی کی مدح کیلئے اعتبار نہیں کیونکہ اس کا شعر بھی مجذوب ہے اور اس سرکش نے میری تصنیف قول مبین صفحہ ۹۲ سے شعر نقل کیا ہے جو میں نے اسکے شیخ البانی کے بارے لکھا ہے کہ البانی اس کا مصداق ہیں فکر کر اور تجربہ کر۔ اگر یہ غوی ان اقوال میں فکر کریں تو ممکن ہے کہ جہلاء کے اقوال سے رجوع کریں

اے سرکش آپ قول مبین کا مفہوم (معنی) نہیں سمجھتے
تو مسلمانوں میں شکوک کی اشاعت کیلئے کیوں آگے ہو گئے ہیں
اس کا جواب آپکا شیخ البانی مسکین کی طاقت میں نہیں
میں کئی مہینوں اور سال سے انتظار میں ہوں
آپکا شیخ بلند پہاڑ کو ٹکر مارنے والے ہیں تا کہ پہاڑ کو زخمی کرے
تجھ میں شرم نہیں ورنہ تو اپنی شرمندگی جانتے تھے
اوراق سیاہ کرنے سے تو نے لوگوں کو اپنی جہالت ظاہر کیا ہے
تجھ سے علم میں فوقیت رکھنے والے کی طاقت نہیں کہ میری تصنیف کی تردید کریں

وفی تالیفی اللئالی و الجواهر منتشرة
والمخالفون منها مثل الحمر مستنفرة
واحمد الله واشکره فی الابتداء والانتهاء
بانه ماوفق لتردیده احدا من الجهلاء
استعین بالله خالق الارض والسماء
استعیذ بمن یحفظنی من شرالحمقاء
هذا اخرما اردت حماقة مجهول النسب
ولیس عنده علم و تهذیب یتکلم بلاادب
واحسن ماقیل اذا اما قال حبرقول حق
وبعض معاصریه صد عنه
فاما ان یکون له حسودا
یعادیه علی ماکان منه
اما ان یکون به جهولا
وصد الغمر عنه لم یشنه

هذا اخرما اردتا تحریره بالا یجاز والا ختصار والحمد الله الغفار والصلوة والسلام علی سید الابرار وعلی اله واصحابه واتباعہم من الائمه الاخیار' (المولف خان بادشاہ)

میری تصنیف میں جواہر اور موتیاں بکھری ہوئی ہیں
اور مخالفین اس سے گدھوں جیسے نفرت کرتے ہیں
میں ابتداء اور انتہاء میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا ہوں
کہ اللہ تعالی نے ان جاہلوں کو تردید کی توفیق نہیں دی ہے
میں آسمان اور زمین کے پیدا کرنیوالے سے امداد مانگتا ہوں
اور اس ذات کے ذریعہ سے بیوقوفوں کی شرارت سے پناہ مانگتا ہوں
یہ آخر اس کا ہے جو میں نے مجہول النسب کی حماقت کی تردید کی ہے
نہ اس میں علم ہے اور نہ تہذیب گفتگو بلاتہذیب اور آدب کرتے ہیں
بہترین اقوال وہ ہیں جو کہے گئے ہیں جب کوئی عالم حق بولتا ہے
ہم عصر اس سے اعراض کرتے ہیں
یا اس لئے کہ اس سے حسد رکھتے ہیں
اس کے پاس علم ہے اسکی وجہ سے دشمنی کرتے ہیں
یا جہالت کی وجہ سے اعراض کرتے ہیں
بے وقوف کا اعراض کرنا اسکے لئے عیب نہیں

یہ آخر اس کا ہے جس کا میں اختصار کے ساتھ ارادہ رکھتا تھا تمام الوہیت کی صفات بخشنے والے کے لئے ہیں اور نزول رحمت ہو نیکیوں کے سردار (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپکے صحابہ اور تابعین ائمہ اخیار پر نزول رحمت ہو۔ (مولف خان بادشاہ)

☆ تنبیه ☆

اعترض بعض غیر المقلدین المتعصبین بان مولف القول المبین ذکر من کلام الشیرویه کلمة التوثیق بانه قال کان ابن فنجویه صدوقا ثقه کثیرا التصانیف وترک کثیر الروایه للمناکیر مع ان هذه الکلمه تدل علی ضعفه ولذا ترکها المولف

اقول وبالله التوفیق ومنه الوصول الی التحقیق وبه استعیذ من شر کل نصیق انی لا اعلم بانی ترکت هذه الکلمه لفائدة اوسقطت من الکاتب لعدم وجود المسودة عندی لکن انبه المتعصبین بان هذا اللفظ لیس بقادح فی توثیقه کما لا یخفی علی الخبیر بکتب التراجم ولا یدرون بان الشیرویه لماوثقه باعلی عبارة التوثیق فکیف یضعفه بهذه الکلمه بل مقصوده منها بان ابن فنجویه کانه ثقة صدوقا کثیر التصانیف ویتفرد

○ تنبیہ ○

بعض متعبین غیر مقلدین نے اعتراض کیا ہے کہ قول مبین کے مصنف نے شیرویہ کے کلام سے توثیق کی کلمات ذکر کئے ہیں کہ ابن فنجویہ ثقہ اور کثیر التصانیف ہیں اور کثیر الروایہ للمناکیر کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ یہ کلمہ ضعف پر دلالت کرتا ہے اور مصنف نے اس کو چھوڑ دیا۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالی سے ہے توفیق اور اسی سے ہے تحقیق کو پہنچنا اور اسی سے نصیق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں مجھے یہ پتہ نہیں کہ میں نے یہ کلمہ کس فائدہ کے لئے چھوڑ دیا ہے یا کاتب سے رہ گیا ہے کیونکہ میرے پاس کتاب کا مسودہ نہیں لیکن میں تعصب کرنے والوں کو خبردار کرتا ہوں کہ یہ لفظ توثیق کیلئے مضر نہیں جیسا کہ ان پر پوشیدہ نہیں جو کتب اسماء الرجال سے واقف ہو اور ان کو پتہ نہیں کہ شیرویہ نے جب ابن فنجویہ کی توثیق اعلی عبارت سے کیا ہے۔

پھر کس طرح اسی کلمہ سے تضعیف کرتے ہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ابن فنجوہ ثقہ اور صدوق کثیر التصانیف تھے اور روایات میں تفرد کیا کرتے تھے

فی الروایات و تفرد الثقة لیس بقادح کما قال الحافظ الذہبی فی ترجمہ احمد بن سعید شیخ صالح روی الفضائل والمناکیر قلت ماکل من روی لمناکیر یضعف وانما اوردت ہذا الرجل لان یوسف الشیرازی الحافظ ذکرہ فی الجز الاول من الضعفاء المیزان ۱/ ۱۱۸

وقال الحافظ المذکور فی ترجمہ محمد بن ابراہیم من ثقات التابعین قال احمد بن جنبل فی حدیثہ شئی یروی بمناکیر او احادیث منکرۃ قلت وثقہ الناس واحتج بہ الشیخان المیزان ۳/ ۴۴۵ طالع التہذیب ۹/ ۶ ہدی الساری ۴۳۶

وقال الحافظ المذکور فی ترجمہ ابراہیم بن منذر حافظ من شیوخ الائمہ و ثقہ ابن معین وکتب عنہ وہو من اقرانہ وقال زکریا الساجی

اور ثقہ کا تفرد جرح نہیں جیسا کہ حافظ ذہبی ترجمہ احمد بن سعید میں فرماتے ہیں کہ یہ شیخ صالح ہیں فضائل اور مناکیر روایت کرتے تھے میں ذہبی کہتا ہوں اس طرح نہیں ہے کہ جو مناکیر روایت کرتے ہیں وہ ضعیف ہو گا اور میں نے اس آدمی کو ذکر کیا کیونکہ یوسف شیرازی حافظ ضعفاء کے جزو اول میں اسکو ذکر کرتا ہے المیزان ۱/ ۱۱۸

اور حافظ مذکور محمد بن ابراہیم کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں کہ تابعین کے ثقات سے ہیں احمد بن حنبل کہتے ہیں اسکے حدیث میں شنی ہے مناکیر روایت کرتے ہیں یا یہ فرمایا ہے کہ احادیث منکرہ روایت کرتے ہیں میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ اسکی توثیق لوگوں نے کی ہے اور اس سے استدلال شیخین (بخاری و مسلم) نے کیا ہے المیزان ۳/ ۴۴۵ مطالعہ کریں تہذیب التہذیب ۹/ ۶ ہدی الساری ۴۳۶

اور حافظ مذکور ابراہیم بن منذر کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ یہ حافظ ہیں اور ائمہ کے شیوخ سے ہیں اسکی توثیق ابن معین نے کیا ہے اور اسکے ہم عصر ہے اور اس سے احادیث لکھے ہیں اور زکریا ساجی کہتے ہیں

عنده مناکیر المیزان ۱/ ۶۸

وقال الحافظ فی ترجمۃ برید بن عبداللہ وثقہ ابن معین والعجلی وقال ابوحاتم لیس بالمتین وقال احمد یروی مناکیر المیزان ۱/ ۲۰۵

وقال الحافظ ابن حجر ابراہیم بن المنذر اعتمدہ البخاری ہدی الساری ۳۸۶ وقال فی ترجمتہ عندہ مناکیر وقال الخطیب اما المناکیر فقلما توجد فی حدیثہ الا ان یکون من المجہولین ومع ھذا قال یحی بن معین وغیرہ من الحفاظ کانو یرضونہ ویوثقونہ التہذیب ۱/ ۱۶۷

وقال برید بن عبداللہ قلت احتج بہ الائمۃ کلھم و احمد وغیرہ یطلقون المناکیر علی الافراد المطلقہ ہدی الساری ۳۹۰

وقال فی ترجمہ ابراہیم بن سوید قلت ذکرہ ابن حبان جی الثقات

اسکے پاس مناکیر تھیں المیزان ۱/ ۶۷

اور حافظ مذکور ترجمہ برید بن عبداللہ میں فرماتے ہیں کہ اسکی توثیق ابن معین اور عجلی نے کی ہے اور ابو حاتم لیس بالمتین کہتے ہیں اور احمد کہتے ہیں کہ مناکیر روایت کرتے تھے المیزان ۱/ ۲۰۵

اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابراہیم بن نندر پر بخاری نے اعتماد کیا ہے ہدی الساری ۳۸۶ اور اسکے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ اسکے پاس مناکیر تھیں اور خطیب (بغدادی) فرماتے ہیں کہ بسا اوقات اسکے مناکیر نامعلوم اشخاص سے تھیں اور اسکے باوجود یحی بن معین وغیرہ حفاظ اسکو پسند کرکے توثیق کرتے تھے التہذیب ۱/ ۱۶۷

اور فرماتے ہیں برید بن عبداللہ میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ اس سے تمام ائمہ نے استدلال کیا ہے اور احمد وغیرہ مناکیر کا اطلاق افراد مطلقہ پر کرتے ہیں ہدی الساری ۳۹۰

اور حافظ صاحب ابراہیم بن سوید کے ترجمہ میں فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اسکو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے

وقال ربما اتی بمناکیر التہذیب ۱/ ۱۳۶ مع ان البخاری اعتمد علیه

وقال فی ترجمه محمد بن طلحة عن ابن معین ضعیف وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابن سعد کانت له احادیث منکرة التہذیب ۹/ ۲۳۹

بل قال مجتہد غیر المقلدین الالبانی تحت رقم ۱۵۵ قلت مشرح بن ھاعان وثقه بن معین وغیره وضعفه بعضہم وھو حسن الحدیث عندی الصحیحة ۱/ ۲۳۹ مع انه یروی عن عقبه مناکیر لایتابع علیه والصواب ترک ما انفرد کما فی المیزان ۴/ ۱۱۷ وقد ذکرت فی القول المبین بانه کان یخطئی وکان یروی عن عقبه مناکیر لکن حدیثه حسن عند الالبانی ولا یرد علیه غیر المقلد الغوی

وقال الالبانی تحت رقم ۱۰۰۱ ھو سند حسن رجاله کلہم ثقات الصحیحة ۳/ ۳ مع ان فیه احمد بن بکر البالسی قال ابن عدی روی احادیث مناکیر عن الثقات الکامل ۱/ ۱۹۱ وقال الذہبی قال ابوالفتح الازدی کان یضع الحدیث

اور فرماتے ہیں کہ بسااوقات مناکیر لایا کرتے تھے التہذیب ۱/ ۱۳۶ حالانکہ اس پر بخاری نے اعتماد کیا ہے اور حافظ صاحب محمد بن طلحہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ ابن معین ضعیف اور نسائی لیس بالقوی کہتے ہیں اور ابن سعد فرماتے ہیں کہ اسکے احادیث منکرۃ ہیں التہذیب ۹/ ۲۳۹

بلکہ غیر مقلدین کا مجتہد البانی رقم ۱۰۰ کے تحت فرماتے ہیں میں (البانی) کہتا ہوں مشرح بن ھاعان کی توثیق ابن معین وغیرہ نے کی ہے اور بعض نے ضعیف کہا ہے اور میرے نزدیک یہ حسن الحدیث ہیں۔ (الصحیحہ ۱/ ۲۳۹

حالانکہ یہ عقبہ سے مناکیر روایت کرتے ہیں اور جس کے ساتھ یہ منفرد ہو وہ متروک ہے جیسا کہ میزان ۴/ ۱۱۷ میں ہے اور میں نے قول مبین میں ذکر کیا ہے کہ یہ غلطیاں کیا کرتے تھے اور عقبہ سے مناکیر روایت کرتے تھے لیکن اسکی حدیث البانی کے نزدیک حسن ہے اور غیر مقلد غوی اسکی تردید نہیں کرتے البانی رقم ۱۰۰۱ کے تحت لکھتے ہیں یہ سند حسن ہے اسکے راوی ثقہ ہیں الصحیحہ ۳/ ۳ حالانکہ اس میں احمد بن بکر بالسی ہیں ابن عدی کہتے ہیں کہ ثقات سے مناکیر روایت کرتے تھے الکامل ۱/ ۱۹۱ اور حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ابوالفتح الازدی فرماتے ہیں (احمد بن بکر بالسی) احادیث گھڑتے تھے۔ بناوٹی احادیث بیان کرتے تھے)

مع ان حدیثه حسن عند الالبانی ولا یرد علیه هذا الغبی طالع التفصیل فی تالیفی القول المبین حتی یتضح علیک خداع غیر المقلدین فثبت مماذکرنا ان ابن فنجویه کان ثقة صدوقا ویتفرد فی الروایات و تفرد الثقة لیس بقادح ولا یصیر بتفرده حدیثه ضعیفا کما قال الالبانی تحت رقم ۷ اتفرد به نافع قلت وهو ثقة فالحدیث صحیح الصحیحة ۱/ ۲۵

وقال الالبانی تحت رقم ۲۴ لم یصله بهذا الاسناد الا عبدالرحیم بن سلیمان تفرد به یوسف قلت هما ثقتان من رجال البخاری فالحدیث صحیح الاسناد فنحن ایضا نقول بان ابن فنجویه لما کان ثقه صدوقا عند الشیرویه فالحدیث صحیح بناء علی قانون مجتهد غیر المقلدین ایضا تدبر

حالانکہ اسکی حدیث البانی کے نزدیک حسن ہے اور اس پر یہ غوی رد نہیں کرتا اور تفصیل میری تصنیف قول مبین میں مطالعہ کریں تاکہ غیر مقلدین کا دھوکہ تجھ پر واضح ہو جائے تو مندرجہ بالا کلام سے معلوم ہوا کہ ابن فنجویہ ثقہ صدوق ہیں اور روایات میں تفرد کیا کرتے تھے اور ثقہ کا تفرد مضر نہیں اور نہ ثقہ کی تفرد سے حدیث ضعیف ہوتی ہے جیسا البانی رقم ۷ کے تحت لکھت ہیں نافع اسکے ساتھ متفرد ہیں میں (البانی) کہتاہوں کہ یہ ثقہ ہیں پس حدیث صحیح ہے الصحیحۃ ۱/ ۲۵

اور البانی رقم ۲۴ کے تحت لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالرحیم بن سلیمان نے موصول ذکر کیا ہے اور یوسف اسکے ساتھ متفرد ہیں میں (البانی کہتاہوں کہ یہ دونوں بخاری کے راویوں سے ہیں اور دونوں ثقہ ہیں تو حدیث صحیح الاسناد ہے تو ہم بھی لکھتے ہیں کہ ابن فنجویہ شرویہ کے نزدیک ثقہ صدوق ہیں پس غیر مقلدین کے مجتہد البانی کے قانون کے مطابق بھی حدیث صحیح ہے فکر کر

(تنبیہ اخری) قال بکربن عبداللہ (غیر المقلد) تحریف الغلاۃ لمتن حدیث فی سنن ابی دائود بسند الی الحسن لن عمربن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی لھم عشرین لیلہ الحدیث' اما التحریف ھکذا فی الحدیث فی سنن ابی دائود بلفظ لیلۃ فی جمیع نسخ سنن ابی دائود المطبوعہ منذ عام ۱۳۱۸ ومازالت طبعات السنن لابی دائود مع شروحہا کک حتی طبعت فی الھند بحاشیہ محمود الحسن الحنفی فذکرو فی الحاشیہ لفظ رکعۃ وکذا فی حاشیہ بذل المجھود ۷ / ۲۵۲ الردود ۲۵۸

وقال بکر فیما سبق ۔ التحریف و یقال التاویل بالباطل بدعۃ شیطانیہ ثم بدعۃ یھودیۃ حرفوابھا التوراۃ (ثم یقول) واخر منزلہ لہ فی الغلاتیۃ لدی متعصبہ المذاھب الفروعیہ (ثم یقول) فتاویل التحریف من جنس الالحاد الردود ۱۳۵

(دوسری تنبیہ) بکربن عبداللہ غیر مقلد لکھتا ہے کہ سنن ابی داؤد کے حسن کے سند کے ساتھ متن حدیث میں غالیوں کی تحریف کہ عمر رضی اللہ عنہ ابی بن کعب پر لوگ کو جمع کئے اور وہ ان کو بیس رکعات رمضان میں نماز پڑھاتے تھے الحدیث سنن ابیؒ داؤد کی متن حدیث میں اسطرح تحریف کے ابو داؤد کے تمام مطبوعہ نسخول میں ۱۳۱۸ سے لیلتہ کا لفظ تھا اور ابو داؤد کے تمام مطبوعہ نسخوں میں بمعہ شراح یہی لفظ تھا یہاں تک کہ سنن ابی داؤد محمود الحسن حنفی کے حاشیہ کے ساتھ ھند میں چھپ گیا تو حاشیہ میں لکھ دیا رکعہ اور اس طرح بذل المجھود ۷ / ۲۵۲ میں ہے۔ (الردود ۲۵۸)

اور بکر ابتدا میں لکھتا ہے کہ تحریف تاویل بالباطل بدعت شیطانی پھر بدعت یھودی ہے جس کی وجہ سے لا توراۃ میں تحریف کیا تھا پھر کہتے ہیں آخری منزلہ بدعت یھودی کا مذاھب فروعیہ کے متعصبین میں ہے پھر کہتا ہے کہ تحریف جنس الحاد سے ہے۔ (الردود ۱۳۵)

اقول وباللہ استعین واعوذبہ من شر کل مھین

بان ھذا المفتری الکذاب لا یخاف من اللہ ولا من یوم الحساب لانہ بین اولا معنی التحریف بانھا بدعہ شیطانیہ ثم یھودیۃ من جنس الالحاد ثم فرع علیہ بان المحقق شیخ التفسیر شیخ الھند محمود الحسن حرف فی نسخہ سنن ابی دائود وکک حرف المحدث العلامہ شیخ الحدیث خلیل احمد سھارنفوری کانھما ارتکبا ھذہ البدعۃ الشیطانیۃ والیھودیۃ من جنس الالحاد کانّ ھذا المفتری الکذاب تتبع جمیع نسخ سنن ابی دائود من المطبوعات والمحظوطات ولذا الزم علیھما وعلی اصحاب المذاھب الفروعیہ التحریف ایھا الکذاب ما احطت بجمیع سنن نسخ ابی دائودانی اخبرک بنسخہ محظوطہ وماکنت مولودا ولا اباوک ولا اجدادک وماکان الامامان العمامان مولودین بل ولا اجدادھما۔ وکان لفظ رکعہ فی

میں کہتاہوں کہ خاص اللہ تعالی سے مدد مانگتاہوں اور ھر رذیل کی شر سے اسکے ساتھ پناہ مانگتاہوں کہ یہ مفتری کذاب نہ اللہ تعالی سے ڈرتاہے اور نہ روز حساب سے کیونکہ اس نے تحریف کا معنی اول بیان کیاکہ یہ بدعت شیطانی پھر یھودی جنس الحاد سے ہے پھراس پر تفریع کیاکہ محقق شیخ التفسیر شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے نسخہ ابی داؤد میں تحریف کیاہے اوراس طرح علامہ محدث شیخ الحدیث خلیل احمد سہارنپوری نے تحریف کیاہے گویا کہ یہ دونوں حضرات بدعت شیطانی یہودی جنس الحاد کے مرتکب ہوگئیں۔

گویاکہ اس مفتری کذوب نے ابوداؤد کے تمام نسخے مطبوعہ اور محظوطہ کی تلاش کیاہے اسی وجہ ان دونوں حضرات اورمذاہب فروعیہ کے اصحاب پر تحریف کاالزام لگایا

اے کذاب تمام سنن داؤد کے نسخوں پرتونے احاطہ نہیں کیاہے میں آپکوایک نسخہ محظوطہ کاخبردیتاہوں کہ نہ اس وقت آپ پیداتھے اور نہ آپکے آباءواجداداور نہ یہ حضرات پیداہوچکے تھے بلکہ ان کے اباؤاجدادبھی پیدا نہیں تھے اور رکعۃ کالفظ سنن ابی داؤد میں موجود تھا

نسخة سنن ابی دائود موجودا فمن المحرف ومن المرتکب لبدعۃ شیطانیۃ ویھودیۃ من جنس الالحاد ولیس فی قلبک خوف من یوم التناد وتب عن الافتراء والبھتان العظیم لئلا تقع فی الجحیم ایھا الغوی یقول الحافظ الذھبی المتوفی ۷۴۸ء وفی سنن ابی دائود یونس بن عبید عن الحسن انہ عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فی قیام رمضان فکان یصلی بھم عشرین رکعۃ سیر اعلام النبلاء ۱/ ۴۰۰-۴۰۱ وکانت عندہ نسخۃ محظوطۃ وکان فیھا لفظ رکعۃ فعلم منہ بان غیر المقلدین حرفوا فی ۱۳۱۸ اوتبیل ھذا فغیروا رکعۃ بلفظ لیلۃ فثبت انھم مرتکبوا ھذہ البدعۃ الشیطانیۃ ثم الیھودیۃ من جنس الالحاد وان الامام شیخ الھند المتوفی ۱۳۳۹ والمحدث السھارنفوری المتوفی ۱۳۴۶ بریئان من التحریف فارجع البصر ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر

تو محرف کون ہیں اور بدعت شیطانیہ یہودیہ جنس الالحاد کا مرتکب کون ہیں اور آپکے دل میں قیامت کے دن سے خوف نہیں اور افترا اور بھتان عظیم سے توبہ کرو رنہ جہنم میں گر جائیں گے اے سرکش

حافظ ذھبی فرماتے ہیں کہ سنن ابی داؤد میں یونس بن عبید سے وہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے ابی بن کعب پر لوگوں کو قیام رمضان میں جمع کیا ہے اور آپ ان کو بیس رکعات پڑھایا کرتے تھے سیر اعلام النبلاء ۱/ ۴۰۰ ۴۰۱ اور اسکے پاس محطوطہ نسخہ تھا اور اس میں رکعۃ کا لفظ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ ۱۳۱۸ یا اس سے قبل میں غیر مقلدین نے تحریف کیا ہے اور رکعہ سے لیلہ بنایا ہے۔

تو اس لئے ثابت ہوا کہ یہ غیر المقلدین بدعت شیطانی یہودی جنس الحاد کے مرتکب ہیں اور امام شیخ الھند متوفی ۱۳۳۹ اور محدث سہارنپوری متوفی ۱۳۴۶ تحریف سے بری ہیں دیکھ پھر دوبارہ اچھی طرح دیکھ لے پھر تیری نظر تھکی ہوئی ذلیل آئیگی۔

خاسئا وھو حسیر ایھا الشریر وکانک مصداق لما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذالم تستحی فافعل ماشئت فعلم مماذکرنا ان اکابر دیوبند ادخلھم اللہ جناب الفرادیس وکک اصحاب المذاہب الفروعیہ ادخلھم اللہ جنان الفرادیس بریئون عن ھذہ البدعۃ الشیطانیۃ والیھودیۃ بل الملوثون بھا غیر المقلدین۔

فبطل اعتراض صاحب الردود — وثبت ماقال شیخ الھند وصاحب بذل المجھود

وفر بکر بن عبداللہ غیر المقلد المردود — الملوثون بھذہ البدعۃ غیر المقلدین العنود

وقعت علیھم بدعۃ شیطانیۃ من جنس الالحاد — فلزم علیہ الرجوع ان یخاف من یوم التناد

افوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد — اعوذ باللہ من وساوس ھئولاء الحساد

وانا فقیر خان بادشاہ اجوج العباد — الی خالقی ورزاقی وھو یحاسب یوم الحساب

من المولف خان بادشاہ

گویا کہ تو اس کا مصداق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تو حیاء نہیں کرتا تو جو چاہتا ہے کر تو ماسبق سے معلوم ہوا کہ اکابر دیوبند اور مذاہب فروعیہ والے حضرات اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس نصیب کرے تمام اس بدعت شیطانی یھودی جنس الحاد سے بری ہیں بلکہ اس سے ملوث غیر مقلدین ہیں

تو صاحب ردود کا اعتراض باطل ہوا — اور شیخ الہند اور صاحب بذل المجہول کا قول ثابت ہوا

اور بکر بن عبداللہ غیر مقلد مردود بھاگ گیا — اور ملوث اس بدعت کے ساتھ غیر المقلدین المعاندین ہیں

اور ان پر بدعت شیطانی یہودی جنس الحاد گر گئی — اور اس پر رجوع لازم ہے اگر قیامت کے دن سے ڈرتا ہے

اور میں اپنا امر اللہ تعالیٰ کو سپرد کرتا ہوں جو بصیر العباد ہے

اور ان حاسدین کے وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں

میں فقیر خان بادشاہ تمام بندوں سے

خالق اور رازق قیامت کے دن حساب لینے والا کا زیادہ محتاج ہوں

از مصنف خان بادشاہ

تالیفات المولف خان بادشاه

۱) ارشاد الناظر فیما افتری به الغوی الفاجر علی الائمہ الاکابر — العربی المطبوع

۲) الصواعق المرسلہ علی الملا الداجوی واتباعہ الطاغیہ

۳) الیواقیت الخفیہ علی الاعتراضات الداجویہ

۴) تطہیر الجنان واللسان

۵) رفع الملام عن المامون والامام

۶) الفتاوی

۷) السکین فی عنق من انکر من التراویح العشرین

۸) الشہب الناریۃ علی من رد علی العقیدہ السلفیۃ — المترجم العربی المطبوع

۹) القول المبین فی اثبات التراویح العشرین والرد علی الالبانی المسکین

۱۰) البرھان الاقناعی علی مقبل الوادعی

۱۱) تشریح فتوی خطیب مکۃ المکرمۃ

۱۲) مسرۃ العینین علی من یقول بوجوب الصلوتین

۱۳) قرۃ العیون بما علیہ السلف الصالحون — الاردو المطبوع

۱۴) الصارم المسلول علی من بدل دین الرسول

۱۵) تسکین الخاطر لاعمال مرشدی مولنا محمد طاہر

۱۶) تدقیق الکلام علی تحقیقات المولوی عبد السلام معہ صارم ابن مسعود علی ابن نیلاک وتوحیدی العنود

۱۷) قرۃ العینین فی تحقیق المستلقین

۱۸) حقیقہ المناظرۃ فی دار العلوم تھل — المترجم المطبوع

۱۹) الشہاب المبین علی من نصر الالبانی المسکین

۲۰) السیف الصقیل علی ابن نیلاک الذلیل — الاردو المطبوع

۲۱) تحفه الکرام بمن تکرم فی المھد با الکلام وھو عیسی بن مریم علیھما السلام — العربی تحت الطبع

۲۲) السیف الشھیر علی من ترک المذھب للدراھم والدنانیز — الاردو تحت الطبع

من خان بادشاہ قطر الدوحہ ص ب ۱۸۲۱

ملنے کے پتے

مولانا خان بادشاہ صاحب قطر دوحہ

مولانا محمد طیب پنج پیر صوابی

مولانا عبدالقادر خطیب جامع مسجد حافظ جی بنوں